انوار خطابت

برائے رمضان المبارک

حصہ نہم

تالیف

مفتی سید ضیاء الدین نقشبندی

شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ و بانی ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر

ناشر

ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر، مصری گنج حیدرآباد، الہند

Ph.No:04024469996(6:30 to 10:30 pm)

Website: www.ziaislamic.com

Email:zia.islamic@yahoo.co.in

...... جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں ......

نام کتاب : انوار خطابت، حصۂ نہم، برائے رمضان المبارک

تالیف : مفتی سید ضیاء الدین نقشبندی، شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ
وبانی ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر

طبع اول : رمضان المبارک 1432ھ م اگسٹ 2011ء

تعداد اشاعت : ایک ہزار (1000)

قیمت : 35روپئے

ناشر : ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر، مصری گنج، حیدرآباد دکن

کمپوزنگ : ابوالبرکات کمپیوٹر سنٹر، مصری گنج، حیدرآباد دکن فون نمبر: 040-24469996

کتابت : محمد عبدالقدیر قادری، کامل جامعہ نظامیہ

پروف ریڈنگ : مولانا حافظ سید احمد غوری نقشبندی صاحب، مولانا حافظ غلام خواجہ سیف اللہ صاحب

ملنے کے پتے :
- جامعہ نظامیہ، شبلی گنج، حیدرآباد دکن
- ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر، مصری گنج، حیدرآباد
- دکن ٹریڈرس، مغل پورہ، حیدرآباد
- عرشی کتاب گھر، میر عالم منڈی، حیدرآباد
- ابوالبرکات عطریات، روبرو نقشبندی چمن، مصری گنج، حیدرآباد
- مکتبہ فیضان ابوالحسنات، مصری گنج، حیدرآباد
- عرش موبائیل سنٹر، انصاری روڈ، حیدرآباد
- مکتبہ رفاہ عام، گلبرگہ شریف
- تصانیف حضرت بندہ نواز، گیارہ سیڑھی گلبرگہ شریف
- ہاشمی محبوب کتب خانہ، تعظیم ترک مسجد، بیجاپور
- دیگر تاجران کتب، شہر و مضافات

فہرست

شب قدر، عظمت وفضیلت

پیش لفظ

اللہ تعالی کا فضل وکرم ہے کہ ویب سائٹ www.ziaislamic.com پر اردو اور انگلش زبان میں حالات کی مناسبت اور موقع کے لحاظ سے حضرت مولانا مفتی حافظ سید ضیاء الدین نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ و بانی ابو الحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر کے تحقیقی مضامین، تحریری فتاوی، ویڈیو فتاوی اپلوڈ کئے جاتے ہیں، جس سے بلاکسی معاوضہ مختلف ممالک کے باشندگان خوب استفادہ کررہے ہیں، کتابیں اور ویڈیوز ڈاؤن لوڈ کئے جاسکتے ہیں، علاوہ ازیں فیس بک، یوٹیوب اور گوگل ویڈیو اور دیگر ویب سائٹس پر مفتی صاحب کے خطابات اور فتاوی کے ویڈیوز دستیاب ہیں۔

الحمد للہ مفتی صاحب قبلہ کے سنٹر سے شائع ہونے والے مضامین و کتب، خطابات وفتاوی کے ویڈیو کلپس سے حیدرآباد اور اطراف واکناف کے مسلمان خوب استفادہ کررہے ہیں، نیز ملک کی دیگر ریاستوں سے بھی مطبوعہ کتب اور ویڈیو سی ڈیز کی مانگ روز بروز بڑھتی جارہی ہے، اس کے علاوہ استفادہ کرنے والوں میں لاکھوں کی تعداد وہ ہے جو انٹرنٹ پر آن لائن استفادہ کررہی ہے۔

واضح باد کہ مفتی صاحب کا تحریری وتقریری اسلوب ہمیشہ سے مدلل و تحقیقی رہا، زبان شیریں وشستہ ہونے کے باوصف آپ کا انداز آسان وعام فہم ہے، سنجیدہ فکر کو پیش کرنا اور مثبت گوشوں کو اجاگر کرنا، مفتی صاحب کی امتیازی خصوصیت ہے، آپ کی نگارشات کا ایک حصہ خطابات سے متعلق ہے، جس سے استفادہ رموز خطابت سے شناسائی بالخصوص عصر حاضر کے چیلنجس کا جواب دینے کے لئے بیحد مفید اور کارآمد ہے، زیر نظر کتاب ''انوار خطابت'' کے سلسلۂ اشاعت کا نواں حصہ ہے اس سیریز کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے تمام حصے آیات ربانیہ، احادیث نبویہ، آثار صحابہ، اقوال ائمہ اور ارشادات بزرگان دین سے مزین ومرصع ہیں اس میں ہر بات محقق اور اسکا ہر گوشہ مدلل ہے، جس کی بنا یہ کتاب شہر وریاست اور بیرون ریاست خطباء کی مطمح نظر بنی ہوئی ہے۔

یہ کتاب مندرجہ ذیل پانچ اہم خطابات پر مشتمل ہے: (1) روزہ، دنیوی واخروی فوائد کا مظہر (2) زکوٰۃ، اسلام کا رکن ،قرب الٰہی کا ذریعہ (3) فتح مکہ، اسباب ونتائج (4) حضرت مولائے کائنات، خصائص وکمالات، (5) شب قدر، عظمت وفضیلت۔

پہلے خطاب میں مفتی صاحب نے ماہ رمضان کی برکتیں، اس میں رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کریمی، روزہ کی فرضیت اس کے دنیوی واخروی فوائد وامتیازات کو رقم فرمایا ہے۔ دوسرے خطاب میں مفتی صاحب نے زکوۃ کی اہمیت، اس کا مقصد اور اس سے متعلق وارد بشارتیں اور وعیدیں بیان کرتے ہوئے مختصر مگر جامع اسلوب میں زکوۃ کے ضروری مسائل پر روشنی ڈالی ہے، رمضان المبارک کے مہینہ میں سرورکونین صلی اللہ علیہ وسلم نے مکۃ المکرّمہ کو فتح فرمایا، اس سلسلہ میں رونما ہونے والے تاریخ ساز واقعہ کو مفتی صاحب نے تیسرے خطاب میں سنجیدہ انداز میں ذکر کرتے ہوئے اس کے اسباب ونتائج اور اسلام کے امن وسلامتی پر مبنی اصول وضوابط کی صراحت کی ہے، اسی طرح رمضان المبارک کی ایک تاریخی حیثیت یہ ہے کہ اس میں حضرت مولائے کائنات رضی اللہ عنہ کی شہادت عظمیٰ ہوئی، چنانچہ مفتی صاحب نے چوتھے خطاب میں آپ کے خصائص وکمالات اور دیگر صحابۂ کرام کے درمیان آپ کی امتیازی شان، آپ کی شان میں وارد آیات مبارکہ واحادیث شریفہ اور آپ کے ارشادات کو مفتی صاحب نے بڑے شرح وبسط کے ساتھ شامل کیا ہے۔

پانچواں، خطاب شب قدر کی عظمت وفضیلت سے متعلق مضامین پر مشتمل ہے اس خطاب میں مفتی صاحب نے شب قدر کے تعین سے متعلق آیات ربانیہ، احادیث مبارکہ اور اقوال صحابہ سے دلائل دیتے ہوئے شب قدر کی خصوصیات اور علامتوں کی صراحت کی ہے، نیز اس میں رحمت ومغفرت سے محروم افراد کا ذکر کرتے ہوئے، اس کے معمولات کو بیان کیا۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تصدق میں اس سعی کو قبولیت دوام، اس کے افادہ کو عام اور حضرت مصنف کو جزائے تام عطا فرمائے۔ آمین

شعبہ نشر واشاعت ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر حیدرآباد، الہند

روزہ؛ دنیوی واخروی فوائد کا مظہر

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنْ، وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنْ، وَعَلٰی آلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنْ، وَاَصْحَابِہِ الْاَکْرَمِیْنَ اَجْمَعِیْنْ،وَعَلٰی مَنْ اَحَبَّھُمْ وَتَبِعَھُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنْ .

اَمَّـا بَـعْـدُ! فَـاَعُـوْذُ بِـاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ : یَـا أَیُّھَـا الَّذِینَ آمَنُوا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِینَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُونَ .صَدَقَ اللہُ الْعَظِیْمْ .

برادران اسلام !اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عبادت اور بندگی بندہ کا حقیقی مقصود ہے،اسے اس بات کی فکر ہونی چاہئے کہ میری زندگی کےاوقات اورشب وروزاپنے مقصودکو پورا کرنے میں گزریں،ساری زندگی رب العالمین کی عبادت وبندگی کرنے ،اس کی بارگاہ کا قرب حاصل کرنے کے لئے بسر ہو،چنانچہ اس فکرکوعملی جامہ پہنانے کے لئے اللہ رب العزت نے ہمیں مختلف انداز میں اس کی بارگاہ میں حاضر ہونے اورعبادت کرنے کےسنہری مواقع عطافرمائے ،کبھی نماز کی صورت میں عبادت کا سلیقہ عطافرمایا،کبھی راہ حق کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے خانہ کعبہ کا حج کرنے کا حکم فرمایا اور کبھی مخلوقِ خدا کی خدمت کرنے کے لئے زکوۃ وصدقات کی صورت میں عبادتوں کا قرینہ عطافرمایا۔ عبادت کے انہی مختلف طریقوں میں ایک بہترین طریقہ ''روزہ'' بھی ہے جواسلام کا چوتھا رکن ہے،اس کے شرعی معنی صبح صادق کے طلوع ہونے سے سورج غروب ہونے تک بندۂ مومن کوکھانے ، پینے اورازدواجی تعلقات سے رکے رہنے کے ہیں۔

ماہ رمضان کی برکتیں

حضرات! رمضان المبارک وہ مہینہ ہے، جس میں رب العالمین اپنے بندوں کوفضل ومہربانی سے سرشار فرماتا ہے، اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کا صدقہ اورخیرات سے انہیں سرفراز فرماتا ہے اور انہیں رمضان المبارک کی رحمتوں، برکتوں اور بخشش سے بہرہ ور فرماتا ہے، جیسا کہ ترمذی شریف میں حدیث پاک ہے:

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم - إِذَا كَانَ أَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ صُفِّدَتِ الشَّيَاطِينُ وَمَرَدَةُ الْجِنِّ وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ فَلَمْ يُفْتَحْ مِنْهَا بَابٌ وَفُتِّحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ فَلَمْ يُغْلَقْ مِنْهَا بَابٌ وَيُنَادِى مُنَادٍ يَا بَاغِىَ الْخَيْرِ أَقْبِلْ وَيَا بَاغِىَ الشَّرِّ أَقْصِرْ وَلِلَّهِ عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ وَذَلِكَ كُلَّ لَيْلَةٍ .

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا، حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب رمضان المبارک کی پہلی رات آتی ہے تو شیطان اور سرکش جن جکڑدئے جاتے ہیں، دوزخ کے دروازوں کو بند کردیا جاتا ہے اوران میں کوئی دروازہ کھولانہیں جاتا، اور جنت کے دروازوں کوکھول دیا جاتا ہے اوران میں کوئی دروازہ بندنہیں کیا جاتا، اورایک ندا دینے والاندا دیتا ہے: اے بھلائی کے طلبگار! (اس کی طرف) متوجہ ہوجا، اوراے برائی چاہنے والے! (گناہوں سے) دور ہوجا، اوراللہ تعالی کی جانب سے دوزخیوں کوآزادی ملتی ہے اور یہ سلسلہ رمضان کی ہررات ہوتا ہے۔

(جامع الترمذی، کتاب الصوم، باب ماجاء فی فضل شھر رمضان، حدیث نمبر: 684)

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کریمی

رمضان المبارک میں رب العالمین کی سخاوت اورعطا کا یہ معاملہ ہوتا ہے کہ

اس میں ایمان والوں کو عبادتوں کا خصوصی موقع عنایت کیا جاتا ہے، شرح ثواب میں اضافہ کیا جاتا ہے، شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے، تاکہ وہ بندگان خدا کو نہ بھٹکا سکیں، انہیں عبادتوں سے نہ بہکا سکیں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے بندوں کو سرفراز کرتے ہوئے ماہ رمضان کی ہر رات گنہگار بندوں کو دوزخ سے آزاد فرماتا ہے، ماہِ رمضان جو دوسخا اور فیاضی کا معاملہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی ہوا کرتا ہے، آپ بھی اپنی امت کو سرفراز فرماتے اور اپنی رحمت کا صدقہ عطا فرماتے ہیں، جیسا کہ روایت ہے:

عن ابن عباس قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا دخل شهر رمضان اطلق کل اسیر واعطی کل سائل۔	حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے؛ آپ نے فرمایا: جب ماہ رمضان شروع ہوتا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر قیدی کو آزاد کردیتے اور ہر مانگنے والے کو عطا فرماتے۔

(شعب الایمان، فضائل شہر رمضان، حدیث نمبر: 3475۔ مجمع الزوائد، حدیث نمبر 4838۔ کنز العمال، حدیث نمبر: 18060)

روزوں کی فرضیت

حضرات! اسی برکتوں والے مہینہ میں رب قدیر نے بندوں کے لئے ''روزہ'' کی صورت میں عبادت کرنے کا ایک سنہری موقع عطا فرمایا، چنانچہ ہجرت کے دوسرے سال شعبان المعظم کے مہینہ میں روزہ کی فرضیت کا اعلان فرمایا اور ماہ رمضان کی خصوصیت کو بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِی أُنْزِلَ فِیهِ الْقُرْآنُ هُدًی لِلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِنَ الْهُدَی وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ

رمضان وہ مہینہ ہے، جس میں قرآن نازل کیا گیا، اس حال میں کہ وہ لوگوں کے لئے ہدایت ہے اور اس میں حق و باطل میں تمیز کرنے والی روشن دلیلیں ہیں، تم میں جو کوئی اس مہینہ کو پائے وہ اس کے روزہ رکھے!

(سورۃ البقرۃ۔185)

حضرات! روزہ ایک ایسی عبادت ہے، جو اگلی امتوں پر بھی فرض تھی، انہیں بھی رب العالمین نے روزہ کا اہتمام کرنے کا حکم فرمایا تھا، وہ ایسی عظیم عبادت ہے؛ جس کی برکت سے انسان تقوی وطہارت کا پابند ہو جاتا ہے، چنانچہ رب العالمین نے ہمارے لئے بھی روزہ کو تقوی اور پرہیزگاری اختیار کرنے کا بہترین ذریعہ بنایا، جیسا کہ ابھی خطبہ میں جو آیت مبارکہ پڑھی گئی اس میں اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ

اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے؛ جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے، تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ!

(سورۃ البقرۃ۔183)

روزہ دار صفت الہی کا مظہر اور سنت نبوی کا پیکر

برادران اسلام! روزہ ایک ایسا فرض ہے، وہ خدا کی ایک ایسی عبادت ہے کہ بندۂ مومن جب تک سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل نہ کرے اسے ادا نہیں کرسکتا، رب العالمین نے روزہ دار کے حق میں ایسا معاملہ فرمایا کہ وہ رب کی عظیم عبادت

روزہ کا آغاز کرنا چاہے تو وہ سحری کھائے بغیر روزہ شروع نہیں کرسکتا اور اگر سحری کھائے بغیر روزہ رکھ بھی لے تو وہ خلاف سنت عمل کا مرتکب ہوگا، اس لئے کہ حبیب پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سحری کھانے سے متعلق آگاہ فرمادیا اور ہم غلاموں کو اس کی توجہ دلائی اور یہ حکم فرمایا:

عبدالعزیز بن صهیب قال : سمعت ان بن مالک رضی الله تعالی عنه قال ، قال النبی صلی الله علیه وسلم تسحروا فان فی السحور برکة

حضرت عبدالعزیز بن صہیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے فرمایا، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سحری کھایا کرو! کیوں کہ سحری میں برکت ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب برکۃ السحو رمن غیر ایجاب، حدیث نمبر:1923)

اسی طرح روزہ کے اختتام پر افطار کرنا، یہ بھی رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کریمہ ہے، گویا رب العالمین نے روزہ کو حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسنتوں کے درمیان رکھ دیا، خدائے تعالیٰ کی اس عبادت کو اپنا کر روزہ دار جہاں صفت الٰہی کا مظہر ہوجاتا ہے، وہیں وہ سنت نبوی کا پیکر بھی بن جاتا ہے ، چونکہ کھانا تناول فرمانا حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے اور خدا کی ذات کھانے ، پینے سے پاک ہے، اس بنیاد پر بندہ جب روزہ رکھتا ہے تو وہ تجلیات ربانی اور انوار نبوی سے اپنے ظاہر وباطن کو روشن ومنور کرلیتا ہے۔

روزہ دار کے حق میں خصوصی سرفرازی

برادران اسلام! دنیا اور آخرت میں روزہ کے بے شمار فوائد ہیں، روزہ دار کے حق

میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے دنیاوآخرت میں بے شمار برکتیں اور سعادتیں رکھی ہیں، روزہ خدائے تعالیٰ کی وہ عبادت ہے کہ جس کی برکتیں دیگر عبادتوں میں اور ان کے ثواب میں نہیں پائی جاتیں، بندۂ مومن کو نیکی کرنے کی وجہ سے اجروثواب تو ضرور دیا جاتا ہے، لیکن وہ اجروثواب 'روزہ اور اس کے اجروثواب کے مماثل نہیں ہوسکتا، حدیث شریف میں آتا ہے:

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،
رَسُولُ اللَّهِ صلی الله علیه	انہوں نے فرمایا، حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وسلم إِنَّ رَبَّكُمْ يَقُولُ كُلُّ	نے ارشاد فرمایا: بے شک تمہارا پروردگار فرماتا ہے:
حَسَنَةٍ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلَى	ہر نیکی کا اجر دس(10) گنا سے سات
سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ وَالصَّوْمُ	سو(700) گنا تک دیا جاتا ہے اور روزہ (خالص
لِی وَأَنَا أَجْزِی بِهِ الصَّوْمُ	) میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا صلہ عطا کرتا
جُنَّةٌ مِنَ النَّارِ وَلَخُلُوفُ فَمِ	ہوں، روزہ' دوزخ کے لئے ڈھال ہے اور روزہ
الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ	دار کے منہ کی بو اللہ تعالی کے نزدیک مشک سے
رِيحِ الْمِسْكِ وَإِنْ جَهِلَ	زیادہ خوشبودار ہے، اور اگر کوئی ناداں تم میں کسی
عَلَى أَحَدِكُمْ جَاهِلٌ وَهُوَ	روزہ دار سے نازیبا حرکت کرے تو اسے چاہئے کہ
صَائِمٌ فَلْيَقُلْ إِنِّی صَائِمٌ	وہ کہے: میں روزہ دار ہوں۔

(جامع الترمذی، کتاب الصَّوْمِ، باب مَا جَاءَ فِی فَضْلِ الصَّوْمِ، حدیث نمبر:769)

حدیث شریف میں مذکور کلمہ وانا اَجزِی به کو وانااُجْزیٰ به بھی پڑھا گیا، جس کا ترجمہ یہ ہے کہ میں خود ہی روزہ کا بدلہ ہوجاتا ہوں۔

برادران اسلام! اس حدیث شریف سے یہ بات آشکار ہوتی ہے کہ رب قدیر

نے ہر عبادت کا بدلہ اور اس کی ہر اطاعت کا صلہ ثواب کی شکل میں مقرر کیا ہے، لیکن روزہ خدائے تعالیٰ کی ایک ایسی عبادت ہے؛ جس کا بدلہ خود خالق کائنات ہوجاتا ہے اور روزہ دار کو اپنے دیدار پرانوار سے مشرف فرماتا ہے۔

روزہ بے ریا عمل

حضرات! روزہ ایک ایسی عبادت ہے جس میں خاص طور پر ریا کاری کا کوئی شائبہ نہیں، اس میں دکھاوے کا کوئی دخل نہیں، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے روزہ دار کے لئے خصوصی سرفرازی کا جو وعدہ فرمایا؛ اسی سے متعلق تفصیل بیان کرتے ہوئے شارح صحیح بخاری علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

وَاللَّه أَعْلَم أَنَّهُ إِنَّمَا خَصَّ الصِّيَام لِأَنَّهُ لَيْسَ يَظْهَر مِنْ اِبْن آدَم بِفِعْلِهِ وَإِنَّمَا هُوَ شَيْء فِي الْقَلْب .وَيُؤَيِّد هَذَا التَّأْوِيل قَوْله صَلَّى اللَّه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَيْسَ فِي الصِّيَام رِيَاء "حَدَّثَنِيهِ شَبَابَة عَنْ عُقَيْل عَنْ الزُّهْرِيّ فَذَكَرَهُ يَعْنِي مُرْسَلًا قَالَ : وَذَلِكَ لِأَنَّ الْأَعْمَال لَا تَكُونُ إِلَّا بِالْحَرَكَاتِ ، إِلَّا الصَّوْم فَإِنَّمَا هُوَ بِالنِّيَّةِ الَّتِي تَخْفَى عَنِ النَّاس.

اللہ تعالی ہی بہتر جانتا ہے، دراصل اس نے روزہ کو اس لئے مخصوص فرمایا؛ چونکہ روزہ انسان کے عمل سے ظاہر نہیں ہوتا، اس لئے کہ وہ دل ہی میں پوشیدہ چیز ہے اور اس بات کی تائید حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے ہوتی ہے کہ روزہ میں دکھاوا نہیں ہے......امام زہری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بات یہ ہے کہ اعمال حرکات کے ساتھ ہوا کرتے ہیں، لیکن روزہ صرف نیت پر موقوف ہوتا ہے اور نیت لوگوں سے پوشیدہ رہتی ہے۔

(فتح الباری شرح صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب فضل الصوم)

خشیت الٰہی کی برکت

برادران اسلام! روزہ دار اپنے مولی کو راضی کرنے کے لئے سورج کی حرارت کو برداشت کرتا ہے، لیکن پانی کا ایک قطرہ اپنے حلق کے نیچے جانے نہیں دیتا، بھوک کی

شدت پر بھی صبر کرتا ہے، لیکن کھانے کا ایک دانہ اپنے پیٹ میں جانے نہیں دیتا اور روزہ دار کے اس عمل کا کسی کو شعور نہیں ہوتا حتی کہ وہ تنہائی میں ہوتا ہے، اس کے ساتھ کوئی اور شخص نہیں ہوتا ایسے وقت اگر وہ کچھ کھالے اور پی لے تو اس سے کوئی پوچھنے والا نہیں ہوتا ،تب بھی وہ کوئی چیز کھانے پینے کی جرأت نہیں کرتا، کیونکہ اس کے دل میں خدائے تعالیٰ کا خوف ہوتا ہے۔

محض وہ اللہ رب العزت کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ان ظاہری صعوبتوں کو سہتا ہے، نفسانی خواہشات سے پرہیز کرتا ہے، گناہوں سے گریز کرتا ہے، شیطان کے وسوسوں سے بچنے کی کوشش کرتا ہے، یہی وجہ ہے کہ حدیث شریف میں روزہ کو دوزخ کی آگ سے بچنے کا ''ڈھال'' کہا گیا۔

چونکہ روزہ دار جب اللہ تعالیٰ اور اسکے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں اخلاص وللّٰہیت کے ساتھ ہمہ تن مصروف ہوجاتا ہے اور شریعت مطہرہ کی خلاف ورزی سے وہ اپنے دامن کو بچالیتا ہے تو ''روزہ'' اس کے حق میں دوزخ کے لئے ڈھال بن جائے اور اسے روزہ کے باعث دوزخ سے چھٹکارا نصیب ہوجائے۔

روزہ دار کے لئے رحمتوں کی سوغات

حضرات! جب روزہ دار اپنے مولا کا قرب حاصل کرنے کے لئے، اخلاص وللّٰہیت کے ساتھ روزہ ادا کرنے کے لئے مشقتیں برداشت کرتا ہے، نفسانی خواہشات کو پامال کردیتا ہے تو رب العالمین نے روزہ دار بندہ کو اپنی خوشنودی سے سرفراز کرنے اور اسے اپنی خصوصی رحمتوں سے نوازنے کا وعدہ فرمایا ہے، جس کی خبر ہمیں نبی برحق، مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے دی، چنانچہ ایک موقع پر حضور پاک علیہ الصلوۃ والسلام

نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

عـن سعيد بن زيد بن عمرو بن نفيل قال سمعت رسول الـلـه (صلى الله عليه وسلم)وأقبـل عـلى أسامة بن زيد فـقـال يـا أسـامة عـليـک بـطـريـق الـجنة وإياک أن تختلج دونها فقال يا رسول الـلـه مـا أسـرع ما يقطع به ذلک الـطـريق قال بالظما فـي الهواجر وكسر النفس عـن لـذة الـدنيـا . يـاأسـامة عـليـک بـالصوم فإنه يقرب إلى الـلـه أنـه ليس شيء أحب إلى الـلـه من ريح فم الصائم ترک الـطعام والشراب لله عز وجل فـإن اسـتـطـعـت أن يـأتيـک الـمـوت وبـطـنـک جـائـع وكبدک ظمآن فافعل	حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ،انہوں نے فرمایا ، میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ،آپ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف متوجہ ہوکر ارشاد فرمایا: اے اسامہ !تم جنت کی راہ پر گامزن رہواور اس کے علاوہ راستہ پر چلنے سے بچے رہو! توانہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! اس راستہ پر تیزی سے پہنچانے والی کونسی چیز ہے؟ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: گرمیوں میں پیاسا رہنا اور دنیوی خواہشات سے نفس کو روکنا۔ اے اسامہ! تم روزہ رکھا کرو ! کیوں کہ وہ اللہ تعالی کا قرب عطا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک روزہ دار کے منہ کی بو اور کھانے پینے کو رضائے الٰہی کی خاطر چھوڑنے سے بہتر کوئی پسندیدہ چیز نہیں ،اگر تم ایسا کر سکتے ہو کہ تمہارے انتقال کے وقت تمہارا پیٹ بھوکا اور جگر پیاسا ہو تو تم ایسا کرو!

فإنک تدرک شرف المنازل جس کے سبب تم آخرت میں بلند مقامات
فی الآخرة وتحل مع النبیین پالوگے اور انبیاء کرام کی خدمت میں رہوگے،
ویفرح الأنبیاء بقدوم روحک اور تمہارے ان کی خدمت میں حاضر ہونے کی
علیهم ویصلی علیک الجبار وجہ سے وہ خوش ہوں گے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ تم
تعالی ..... پر رحمتیں نازل فرمائے گا۔

(تاریخ دمشق، حرف الالف، اسامہ بن زید بن حارثہ)

روزہ عملی واخلاقی تربیت کا ضامن

حضرات! روزہ کے منجملہ فوائد میں یہ بھی ہے کہ اس میں روزہ دار کی عملی واخلاقی تربیت ہوتی ہے، وہ نعمتوں کی قدردانی کرنے والا اور خدا کی عطا پر شکر کرنے والا بنتا ہے، مصائب ومشکلات پر صبر کرنے کا عادی ہوجاتا ہے اور خود کھانے پینے سے رکے رہنے کی وجہ سے غریب ونادار اور بھوک وفاقہ سے دوچار افراد سے متعلق اس کے دل میں غمگساری کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

روزہ صحت کی برقراری کا باعث

برادران اسلام! طبی لحاظ سے بھی روزہ کے کئی فوائد ہیں، باضابطہ روزہ رکھنے سے انسانی صحت برقرار رہتی ہے۔ طبی ماہرین کا بیان ہے کہ معدہ کو طویل وقت تک غذا سے خالی رکھنا کئی جسمانی امراض کا علاج ہے، بھوک کی وجہ سے معدہ کے فاسد مادے زائل ہوجاتے ہیں، علاوہ ازیں روزہ انسان کو درپیش ہونے والے کئی امراض کا موثر ذریعہ علاج ہے، بلڈ پریشر، نظام ہاضمہ، شوگر اور اس جیسے کئی عوارض جسمانیہ کی روک تھام کیلئے بے حد مفید ہے۔

روزہ دخول جنت کا بہترین ذریعہ

ان خوبیوں اور فوائد کے پیش نظر روزہ کو صرف رمضان کی حد تک محدود نہیں کیا

گیا، بلکہ جس طرح فرض نمازوں کے علاوہ نفل نمازیں بھی ادا کی جاتی ہیں، صدقہ واجبہ اور زکوۃ کے علاوہ نفل صدقہ، خیرات اور عطیات دئے جاتے ہیں؛ اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نفل روزہ کی بھی ترغیب دلائی اور اسے جنت میں داخل ہونے کا بہترین ذریعہ قرار دیا، جیسا کہ مسند امام احمد میں حدیث پاک ہے:

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ	حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،
أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ	انہوں نے فرمایا: میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ
صلى الله عليه وسلم	علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا:
فَقُلْتُ مُرْنِي بِعَمَلٍ	مجھے ایسے عمل کا حکم فرمایئے؛ جو مجھے جنت میں
يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ .قَالَ	داخل کرے! حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
عَلَيْكَ بِالصَّوْمِ	ارشاد فرمایا: تم روزہ کا اہتمام کرو! کیونکہ کوئی عمل
فَإِنَّهُ لاَ عِدْلَ لَهُ. ثُمَّ	اس کے مماثل نہیں، میں حضور پاک علیہ الصلوۃ
أَتَيْتُهُ الثَّانِيَةَ فَقَالَ	والسلام کی خدمت میں دوبارہ حاضر ہوا تو آپ
عَلَيْكَ بِالصِّيَامِ.	نے ارشاد فرمایا: تم روزہ کا اہتمام کرو!۔

(مسندالامام أحمد ، حديث أبى أمامة الباهلى،22805)

روزہ میں ہرگز شریعت کی خلاف ورزی نہ کریں!

حضرات! خدائے تعالی کی یہ سرفرازی اور کرم نوازی اپنے نیکوکار، روزہ دار، عبادت گزار اور پرہیزگار بندوں کے لئے ہے، جو اپنے مولی کی اطاعت کرتے ہیں، اس سے خوف کرتے ہیں اور ہمیشہ ان پر خشیتِ الٰہی طاری رہتی ہے، اخلاص وللّٰہیت کے ساتھ وہ معبود حقیقی کی عبادت کرتے ہیں، اسی بنیاد پر رب العالمین انہیں اپنے فضل وکرم میں لے لیتا ہے، ان ہستیوں سے قطع نظر جو بندے خدائے تعالیٰ کی

نافرمانی کرتے ہیں، اس کی اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے روگردانی کرتے ہیں، وہ عبادت تو ضرور کرتے ہیں، لیکن اس میں اخلاص نہیں ہوتا، وہ روزہ تو رکھتے ہیں؛ لیکن گناہوں سے نہیں بچتے تو ایسے افراد کی عبادت دربارِالٰہی میں شرف قبولیت حاصل نہیں کرتی، جیسا کہ صحیح بخاری شریف میں حدیث پاک ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، رضی الله عنه قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم :مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالْعَمَلَ بِهِ فَلَيْسَ لِلَّهِ حَاجَةٌ فِي أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص (روزہ میں) جھوٹ بات (اور بے ہودہ عمل) کو نہیں چھوڑتا تو اللہ تعالیٰ کو کوئی پرواہ نہیں کہ وہ کھانا پینا چھوڑ دے۔

(صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب من لم یدع قول الزور......حدیث نمبر 1903)

حضرات! ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اس متبرک مہینہ کی قدر کریں، روزوں اور تراویح کا اہتمام کریں، بلاعذر شرعی روزہ نہ چھوڑیں اور بطورِ خاص روزہ کی حالت میں ناجائز وحرام کاموں کے علاوہ مکروہات ومشتبہات سے بھی بچتے رہیں۔

اخیر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں رمضان المبارک کی رحمتوں، برکتوں اور عنایتوں سے مالا مال فرمائے، احکام شریعت پر پابندی کرنے اور برائیوں سے اجتناب کرنے کی توفیق عطا فرمائے!

آمِيْن بِجَاهِ سَيِّدِنَا طٰهٰ وَيٰسٓ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى وَبَارَكَ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

﴿زکوۃ، اسلام کا رُکن، قرب الٰہی کا ذریعہ﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنْ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنْ، وَعَلٰی آلِهِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاهِرِیْنْ، وَاَصْحَابِهِ الْاَکْرَمِیْنَ اَجْمَعِیْنْ،وَعَلٰی مَنْ اَحَبَّهُمْ وَتَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنْ.

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ .وَمَا آتَیْتُمْ مِنْ رِبًا لِیَرْبُوَ فِی أَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا یَرْبُو عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا آتَیْتُمْ مِنْ زَکَاۃٍ تُرِیدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَأُولٰئِکَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ .صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ .

برادران اسلام! دین اسلام ایک آفاقی دین ہے،جس میں امن وآشتی، چین وسلامتی کی تعلیم دی جاتی ہے، یہی وہ مذہب ہے جو آپس میں اتحاد ویکجہتی اور اخوت و بھائی چارگی کا پیغام دیتا ہے،ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی اور باہمی رواداری دین اسلام کی نمایاں خصوصیات ہیں،ایسے الفت ومحبت کے معاملات کوفروغ دیتے ہوئے دین اسلام نے ایمان والوں پرزکوۃ فرض کی ہے،زکوٰۃ اسلام کا چوتھا رکن ہےاورنماز کے بعدسب سےزیادہ اہمیت وفضیلت اسی کوحاصل ہے۔

قرآن کریم میں زکوۃ کا ذکر (32) مقامات پر نماز کے ساتھ آیا ہے اور پندرہ (15) مقامات پرصدقہ کالفظ''زکوۃ'' کےمعنی میں شامل ہے،ہم اس سےاندازہ لگاسکتے ہیں کہ قرآن کریم میں نماز کےساتھ زکوۃ کاذکرآنااس کی حیثیت کواوراونچادرجہ دےرہاہے۔

عبادت کا مقصدقرب خداوندی اورخدمت خلق

حضرات! عبادت کے دوبنیادی مقاصد ہیں،ایک تو یہ کہ بندہ اپنے پروردگار

کا قرب حاصل کرے، دوسرا یہ کہ بندۂ مومن اپنے مولیٰ کی عبادات کرتے ہوئے خلق خدا کی حاجت روائی کرے، لوگوں کی مدد کرے، ان کا تعاون کرے اور زکوۃ کے اندر یہ دو باتیں بھی موجود ہیں۔

ادائی زکوۃ کے ذریعہ بندہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا قرب اس معنی میں حاصل کرتا ہے کہ وہ ایک مخصوص مقدار میں مخصوص مال کا مالک ہوتا ہے اور جب اس میں احکام شرع کے اعتبار سے زکوۃ نکالتا ہے، تو مال کی محبت اور دنیا میں سرمایہ اکھٹا کرنے کا جذبہ اس کے دل سے نکلتا ہے اور وہ صرف اپنے رب کی رضا کا طلبگار رہتا ہے کہ میں نے جو دولت جمع کی ہے؛ وہ میری محنتوں سے جمع نہیں ہوئی ہے، بلکہ یہ دولت مجھے رب کے فضل سے نصیب ہوئی ہے، کمایا تو ضرور میں نے، لیکن اللہ تعالیٰ اس میں برکت نہ دیتا ہوتا، تو کبھی سرمایہ جمع نہیں ہوتا۔

خدائے کریم نے اپنے کرم سے اس میں برکتیں دی ہیں، تبھی تو میں الحمدللہ یہ سرمایہ حاصل کر پایا ہوں، اب اس کا حکم ہے کہ میں اس کی راہ میں خرچ کروں، اس کے بندوں کی مدد کروں، چنانچہ بندۂ مومن جب مال خرچ کرتا ہے اور اپنے مال کی زکوۃ ادا کرتا ہے، تو اسے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے، اسے روحانی ترقی ملتی ہے، قلب کے اندر پاکیزگی پیدا ہوتی ہے پھر یہ کہ بندوں کی حاجتیں بھی پوری ہوتی ہیں۔

زکوۃ کی منجملہ حکمتوں میں سے ایک حکمت یہ بھی ہے کہ انسان کا دل اللہ تعالیٰ کی محبت کا مرکز بن جائے، دنیا کی محبت اس کے دل سے نکل جائے، وہ حرص وہوس کا غلام نہ بنے، بلکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کا تابعِ فرمان بنے!

خدائے تعالیٰ اُمراء کی طرح غرباء کو نوازنے پر قادر

حضرات! یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ نے سرمایہ داروں کو جو دولت دی ہے؛ وہ

غریبوں کو بھی دے سکتا ہے، دینے والا خدا بے نیاز ہے، کسی کو اس نے مالی سطح پر اونچا درجہ دیا اور کسی کو کم درجہ دیا، تا کہ لوگ ایک دوسرے سے استفادہ کر سکیں اور آپسی رواداری اور باہمی تعاون کا ثبوت دے سکیں، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

أَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَةَ رَبِّکَ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا وَرَحْمَةُ رَبِّکَ خَيْرٌ مِمَّا يَجْمَعُونَ.	کیا یہ لوگ آپ کے رب کی رحمت کو بانٹتے ہیں؟ ہم نے ان کی معیشت کو ان کے درمیان بانٹا ہے اور ایک دوسرے پر درجے بلند کئے ہیں، تا کہ ایک دوسرے سے کام لیا کریں۔ اور یہ لوگ جو جمع کر رہے ہیں؛ اس سے آپ کے رب کی رحمت کہیں زیادہ بہتر ہے۔

(سورۃ الزخرف۔32)

ہم اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ ہر کسی کی ضروریات زندگی ایک دوسرے سے وابستہ کردی گئی، کیونکہ سب کے سب عالیشان محلوں میں ہوں گے تو انہیں تعمیر کرنے والا کون ہوگا؟ غرض کہ اللہ تعالیٰ نے نظام ہی کچھ اسطرح رکھا کہ بندے ایک دوسرے سے اپنی حاجتیں پوری کرتے رہیں، ورنہ یہ تو ایک حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ سب کے لئے روزی دینا اپنے ذمۂ کرم پر فرما لیا ہے، انسان تو کیا زمین پر سانس لینے والے ہر جاندار کو وہی رزق عطا فرماتا ہے، ارشاد ہو رہا ہے:

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا	اور روئے زمین پر جتنے چوپائے رہتے ہیں؛ سب کا رزق اللہ ہی نے اپنے ذمۂ کرم میں لے لیا ہے۔

(سورۃ ھود۔6)

یہ خدائے رزاق ورحیم کی شان ہے کہ بھوکا اٹھاتا ہے، لیکن کسی کو بھوکا سلاتا نہیں، اپنے بندہ کو سرفراز کرکے ہی سلاتا ہے۔

زکوۃ غرباء کا حق؛ جوانہیں لوٹایا جاتا ہے

الحمدللہ! اللہ تعالیٰ کی یہ نوازشیں ہیں اوراسی طرح اللہ تعالیٰ بھی یہ چاہتا ہے کہ اس کے بندے بھی دوسروں کا خیال کرنے والے بنیں اوردوسروں کی حاجتیں پوری کرکے صفت الہی کے مظہر بنیں، کلام الہی میں اللہ تعالی نے اپنے پرہیزگار، عبادت گزار بندوں کا تذکرہ فرمایا اوران کی سخاوت وفیاضی کوامت کے لئے نمونہ بنایا، چنانچہ ارشادفرماتا ہے:

وَفِــی أَمْـوَالِهِـمْ حَقٌّ لِلسَّائِلِ وَالْمَحْرُوْمِ — اوران کے مالوں میں ان کا حق ہے جو مانگتے ہیں اوران کا جولوگوں کے سامنے اپنی ضرورت کا تذکرہ بھی نہیں کرتے۔

(سورۃ الذاریات۔19)

انہی حقوق کی تکمیل کرواتے ہوئے اللہ تعالیٰ زکوٰۃ کا فریضہ عطا کیا، حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوۃ کی ترغیب فرماتے ہوئے ایک نہایت ہی پیارا فرمان جاری کیا ہے؛ جس سے ہماری فکر کو یہ آگہی اور روشنی ملتی ہے کہ ہم کسی غریب کو اپنی ذاتی دولت نہیں دیتے، بلکہ اس کا حق جو ہم اپنے پاس روک رکھے تھے؛ اسی کو لوٹا دیتے ہیں، جیسا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کا والی بنا کر روانہ فرمایا تو انہیں چند ہدایات بھی فرمائی تھیں، منجملہ ان کے یہ بھی ارشادفرمایا:

فَـأَخْبِـرْهُـمْ أَنَّ الـلّٰهَ قَدْ فَرَضَ عَــلَيْهِـمْ صَـدَقَةً تُـؤْخَـذُ مِـنْ أَغْنِيَائِهِمْ فَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ ، — تم انہیں یہ خبر دو کہ اللہ تعالی نے ان پر زکوۃ فرض کی ہے، جو مالداروں سے لی جائے گی اورمحتاجوں کولوٹادی جائے گی۔

(صحیح البخاری، کتاب الزکوۃ، باب اخذ الصدقۃ من الاغنیاء، حدیث نمبر: 1496)

یہاں حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زکوۃ کے سلسلہ میں ارشاد فرمایا:

''فَتُرَدُّ عَلَی فُقَرَائِهِم'' کہ وہ غریبوں کو لوٹا دی جائے گی، یہ نہیں فرمایا کہ مالداروں سے لی جائے گی اور غریبوں کو دی جائے گی، بلکہ یہ ارشاد فرمایا کہ غریبوں کو رد کی جائے گی یعنی انہیں لوٹا دی جائے گی، حالانکہ لوٹانا الگ بات ہے اور دینا، عطا کرنا الگ حیثیت رکھتا ہے،؛اسی سے زکوۃ کا فلسفہ واضح ہوا۔

زکوۃ کی سپردگی غریب پر ہرگز احسان نہیں!

واضح رہے کہ زکوۃ دینے والا غریب کو رقم دے کر کوئی احسان نہیں کر رہا ہے، بلکہ اسی کی رقم لوٹا رہا ہے، لوٹانا اسی وقت کہتے ہیں؛ جب کوئی کسی کی ملکیت اس کے مالک کو لوٹاتا ہے، اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ مالدارو! تم تمہارے اموال میں سے کسی محتاج کو جو زکوۃ دیتے ہو؛ وہ اسی کا حصہ ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کے حصہ کو تمہارے مال میں رکھا ہے، جو تم اسے لوٹا رہے ہو۔

حضرات! جب انسان کو یہ فکر مل جاتی ہے تو وہ زکوۃ کی ادائیگی کے باب میں کسی پر احسان نہیں جتاتا اور اگر کوئی احسان جتاتا بھی ہے اور مال دے کر خوش کرنے کے بجائے کسی کا دل دکھاتا ہے تو اسکا ثواب رائگاں کر دیا جاتا ہے اور اس کی نیکی برباد ہو جاتی ہے، چنانچہ رب العزت نے ہمیں اس بات پر آگاہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا	اے ایمان والو! تم اپنے صدقات کو احسان جتلا کر اور
صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذٰى	دل دکھا کر اس شخص کی طرح ضائع مت کرو؛ جو لوگوں
كَالَّذِي يُنْفِقُ مَالَهُ رِئَاءَ النَّاسِ	کو دکھانے کے لئے اپنا مال خرچ کرتا ہے۔

(سورۃ البقرۃ۔264)

اس آیت مبارکہ میں ہمیں حکم دیا جارہا ہے کہ کسی کی مدد کر کے احسان جتانا بھی نہیں چاہئے اور اپنا احسان یاد دلا کر اس کا دل دکھانا بھی نہیں چاہئے اور نہ ریا کاری و دکھاوا کرتے ہوئے اپنے صدقات وخیرات کو رائگاں کرنا چاہئے۔

ادائی زکوۃ سے مال میں برکت ہوتی ہے

اگر کوئی شخص کسی کی مدد کرتا ہے، کسی پر اپنا مال خرچ کرتا ہے تو گویا وہ اپنے لئے اور اپنی آخرت کے لئے ذخیرہ کررہا ہے، مال بظاہر کم ہوتا نظر آتا ہے، مگر حقیقت میں بڑھ جاتا ہے، یہ ایسی حقیقت ہے؛ جس کا وعدہ خود خالق کائنات نے ہم غلاموں سے فرمایا ہے کہ وہ بندہ کے لئے اس کی دولت میں خوب فراوانی عطا کرتا ہے، خطبہ میں جس آیت مبارکہ کے تلاوت کی گئی، اس میں ارشاد ہورہا ہے:

وَمَـا آتَيْتُـمْ مِـنْ رِبًـا لِيَرْبُوَ فِي أَمْـوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُو عِنْدَ اللّٰهِ وَمَـا آتَيْتُـمْ مِـنْ زَكـوةٍ تُرِيدُوْنَ وَجْـهَ الـلّٰـهِ فَـأُولَـئِکَ هُـمُ الْمُضْعِفُوْنَ .	اور جو تم سود دیتے ہو؛ تاکہ لوگوں کے مال میں اضافہ ہو تو وہ اللہ کے پاس نہیں بڑھتا اور جو تم زکوۃ ادا کرتے ہو؛ جس سے اللہ کی رضا چاہتے ہو، تو ایسے لوگ ہی (اپنے مال کو) بڑھانے والے ہیں۔

(سورۃ الروم۔39)

زکوۃ کو مقرر کرنے کی حکمتوں میں سے ایک حکمت یہ بھی ہے کہ اپنے مال کی زکوۃ دینے والے خوش نصیب' خدا کی راہ میں خرچ کر کے اپنی رقم کو بڑھایا کرتے ہیں، زکوۃ ادا کرنے سے سرمایہ بڑھ جاتا ہے اور اس میں برکت ہوتی ہے، اسی لئے زکوۃ کے ایک معنی بڑھنے اور زیادہ ہونے کے ہیں، زکوۃ سے انسان کا دل پاک ہوتا ہے، دل کی صفائی ہوتی ہے، مال بھی بڑھتا ہے اور اس میں ترقی بھی ہوتی ہے۔

زکوۃ کی اہمیت اور اسے ادا کرنے کے فوائد سے متعلق کئی احادیث شریفہ وارد ہوئی ہیں، ان میں ایک یہ بھی ہے کہ زکوۃ ادا کرنے سے مال محفوظ ہوجاتا ہے، امام طبرانی کی معجم کبیر میں حدیث پاک ہے:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :حَصِّنُوا أَمْوَالَكُمْ بِالزَّكَاةِ، وَدَاوُوا مَرْضَاكُمْ بِالصَّدَقَةِ.	حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا، حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اپنے اموال کو زکوۃ ادا کرکے محفوظ کرلو اور اپنے بیماروں کا صدقہ وخیرات کے ذریعہ علاج کرو!

(المعجم الکبیر للطبرانی، من مسند عبد اللہ بن مسعود، حدیث نمبر 10044)

زکوۃ ادا نہ کرنے پر آخرت میں جسم کو داغا جائے گا!

حضرات! ان فوائد وفضائل کے باوجود اگر کوئی زکوۃ ادا نہ کرے اور اسے اپنے پاس جمع کرکے رکھے تو ایسے شخص کو قرآن مجید اور احادیث شریفہ میں سخت وعیدوں کی خبر دی گئی ہے، چنانچہ سورۂ توبہ میں رب ذوالجلال ارشاد فرماتا ہے:

وَالَّذِينَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ .	اور جولوگ اپنے پاس سونے اور چاندی کو محفوظ رکھتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، آپ انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری دیدیجئے!۔

(سورۃ التوبۃ ۔34)

حضرات! جولوگ مال کا ذخیرہ کرتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، انہیں اللہ

رب العزت نے واضح طور پر آگاہ کردیا کہ اللہ تعالی اوراس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرنے کے سبب اُنہیں دردناک عذاب دیا جائے گا، چنانچہ ارشاد فرمایا:

يَوْمَ يُحْمَى عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوَى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ	(حشر کے) دن وہ (مال) دوزخ کی آگ میں تپایا جائے گا، پھراس کے ذریعہ ان کی پیشانیاں اور کروٹیں اور پیٹھیں داغی جائیں گی۔

ایسا دردناک عذاب دیتے ہوئے ان سے کہا جائیگا:

هَذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنتُمْ تَكْنِزُونَ	یہ وہ مال ہے؛ جسے تم نے اپنے لئے جمع کررکھا تھا،اب اُس (مال) کا مزہ چکھو! جسے تم جمع کرتے تھے۔

(سورۃ التوبۃ۔35)

مال؛ زکوۃ ادانہ کرنے پر زہریلا سانپ بن کرڈسے گا!

برادران اسلام! زکوۃ ادانہ کرنے پر مال کا وزنی طوق بنادیا جائیگا اور زکوۃ ادانہ کرنے والے بخیل کے گلے میں ڈال دیا جائے گا،اس طرح کے مختلف عذابوں میں زکوۃ نہ دینے والے کومبتلا کیا جائے گا،سورۂ آل عمران میں ارشاد ہورہا ہے:

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا لَهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَهُمْ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ	اور جو لوگ بخل کرتے ہیں ؛اس چیز میں جو اللہ تعالی نے اُنہیں اپنے فضل سے دی ہے، وہ ہرگز اسے اپنے لئے اچھا نہ سمجھیں! بلکہ وہ ان کے لئے برا ہے، وہ جس میں بخل کئے تھے؛ اُسے قیامت کے دن ان کے گلے کا طوق بنایا جائے گا۔

(سورۃ ال عمران۔180)۔

زکوۃ ادانہ کرنے والے بخیلوں کے گلے میں جو طوق ڈالا جائے گا، اس کی تفصیل وتفسیر ہمیں احادیث شریفہ سے ملتی ہے، صحیح بخاری شریف میں حدیث پاک ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم مَنْ آتَاهُ اللَّهُ مَالاً ، فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَوتَهُ مُثِّلَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ ، لَهُ زَبِيبَتَانِ ، يُطَوَّقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، ثُمَّ يَأْخُذُ بِلِهْزِمَتَيْهِ يَعْنِي شِدْقَيْهِ ثُمَّ يَقُولُ أَنَا مَالُكَ ، أَنَا كَنْزُكَ ثُمَّ تلاَ (وَلاَ يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ) الآيَةَ .	حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے فرمایا' حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جس شخص کو مال عطا کیا اور اس نے مال کی زکوٰۃ ادانہیں کی تو قیامت کے دن اس کا مال اس کے لئے نہایت زہریلا سانپ بنادیا جائے گا، اس کی آنکھوں پر دو سیاہ نقطے ہوں گے، (اس قسم کا سانپ بہت زہریلا ہوتا ہے۔) یہ سانپ قیامت کے دن طوق کی طرح اس شخص کی گردن میں ڈال دیا جائے گا، پھر وہ اس شخص کے دونوں جبڑے پکڑ کر کاٹے گا اور کہے گا کہ میں تیرا وہ مال ہوں' میں تیرا وہ خزانہ ہوں؛ جس کی تو نے زکوٰۃ نہ دی۔

پھر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی: اور جو لوگ بخل کرتے ہیں؛ اس چیز میں جو اللہ تعالی نے اُنہیں اپنے فضل سے دی ہے، وہ ہرگز اسے اپنے لئے اچھا نہ سمجھیں! بلکہ وہ ان کے لئے برا ہے' وہ جس میں بخل کئے تھے؛ قیامت کے دن اُسے ان کے گلے کا طوق بنایا جائے گا۔ (سورۃ آل عمران۔180)

(صحیح البخاری، کتاب الزکوٰۃ، باب اثم مانع الزکوٰۃ، حدیث نمبر:1403)

مال زکوۃ کے سانپ بنائے جانے کی وجہ؟

برادران اسلام! زکوۃ کے مال کو قیامت کے دن خطرناک زہریلے سانپ کی صورت میں بنادیا جائے گا، رب ذوالجلال چاہتا تو کسی اور طریقہ سے بھی زکوۃ ادانہ کرنے کی سزادے سکتا تھا، لیکن اس کے لئے سانپ کے ذریعہ سزادینے کا انتخاب فرمایا، اس سلسلہ میں حضرت ابوالحسنات محدث دکن رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت مناسب توجیہ بیان فرمائی، چنانچہ رقمطراز ہیں:

> زکوۃ مال کا میل ہے اور نجاست ہے، اسی لئے زکوٰۃ کا مال کھانے سے منع کیا گیا ہے کہ تمام مال کی نجاست زکوٰۃ میں جمع ہوجاتی ہے اور باقی مال پاک ہوجاتا ہے، بشرطیکہ پاک کمائی سے کمایا گیا ہو۔ جیسے کنویں میں چوہا گرنے سے سب پانی ناپاک ہوجاتا ہے تو چندڈول پانی نکالنے سے باقی پانی پاک ہوجاتا ہے، ایسا ہی زکوٰۃ دینے سے باقی مال پاک ہوجاتا ہے، چندڈول پانی نہ نکالا جائے تو کنویں کا سارا پانی ناپاک ہی رہتا ہے، اسی طرح زکوٰۃ کے نہ دینے سے تمام مال نجس کا نجس ہی رہتا ہے اور اس کی نجاست قیامت میں ظاہر ہوگی۔.......جس طرح نجاست میں کیڑے پیدا ہوتے ہیں، اسی طرح یہ نجس مال سانپ بن کر زکوٰۃ نہ دینے والے کے گلے میں لپٹ کر ڈسنا شروع کرے گا اور کہے گا: میں تیرا مال ہوں جو تونے خدائے تعالیٰ کا حق نہ دے کر جمع کیا تھا۔(مواعظ حسنہ، ج1،ص193/194)

زکوۃ کا نصاب مقرر کرنے سرور کونین ﷺ کو اختیار

اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے زکوۃ کے نصاب کی تفصیل بتائی، ورنہ قرآن کریم میں آپ کو واضح طور پر کہیں نہیں ملے گا کہ سونے پر اتنی

زکوۃ فرض ہے،تجارت میں اتنا مال ہوتو زکوۃ فرض ہے یا زمین سے جواناج اورمعدنیات برآمد ہورہی ہیں ان کی بھی زکوۃ ادا کی جائے ،کھیتی باڑی میں اتنی مقدار میں زکوۃ نکالی جائے ، اللہ نے اپنے کلام میں صراحت کے ساتھ کہیں نہیں فرمایا ،رب العالمین نے جابجازکوۃ کا تذکرہ فرمایا،لیکن کہیں اس کی مقدارنہیں بتائی ، بلکہ حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کواختیار دے دیا کہ تم ان سے پوچھ لو! کتنی مقدار میں زکوۃ فرض ہے،اس کی ادائیگی کی کیا شرائط ہیں اور کیا احکام ہیں؟

حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی اپنے تشریعی اختیار سے اس کا تعین فرمایا،حضوراکرم صلی علیہ وسلم نے ہی اسے مقرر فرمایا کہ رقم کتنی مقدار میں دینی چاہئے ؛اس کی وضاحت فرمائی ، چنانچہ سونے اور چاندی کے نصاب سے متعلق سنن ابوداود شریف میں حدیث پاک ہے:

عَـنْ عَـاصِـمِ بْـنِ ضَـمْـرَـةَ وَالْـحَـارِثِ الْأَعْـوَرِ عَـنْ عَلِيٍّ رضـی الـله عنه عَنِ النَّبِيِّ صلی الـلـه عـلیـه وسلم بِبَعْضِ أَوَّلِ هَـذَا الْـحَدِيثِ قَالَ فَإِذَا كَانَتْ لَکَ مِـائَتَـا دِرْهَمٍ وَحَالَ عَلَيْهَا الْـحَـوْلُ فَـفِيهَـا خَمْسَةُ دَرَاهِمَ وَلَيْـسَ عَلَيْکَ شَيْءٌ يَعْنِي فِي الـذَّهَـبِ حَتَّـى يَـكُـونَ لَکَ عِشْـرُونَ دِينَارًا فَإِذَا كَانَ لَکَ عِشْرُونَ دِينَارًا	حضرت عاصم بن ضمرۃ اور حضرت حارث اعورحضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں،حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: جب تمہارے پاس دوسو (200)درہم ہوں اور اس پر سال گزر جائے تو اس میں پانچ درہم (بطور زکوۃ دینا واجب ہے)اور سونے میں تم پر کوئی چیز واجب نہیں، یہاں تک کہ تمہارے لئے بیس(20) دینار ہوں تو جب تمہارے لئے بیس دینار ہوجائیں

وَحَالَ عَلَيْهَا الْحَوْلُ فَفِيهَا نِصْفُ دِينَارٍ فَمَا زَادَ فَبِحِسَابِ ذَلِكَ .

اوراس پر سال گزر جائے تو اس میں آدھا دینار ہے، پھراس پر جو اضافہ ہو؛اس کے حساب سے (زکوۃ واجب ہوگی۔)

(سنن ابی داود، کتاب الزکوۃ، باب فی زکوۃ السائمۃ، حدیث نمبر:1575)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کسی کے پاس دوسو(200)درہم چاندی ہواور بیس(20)دینار سونا ہوتواس پر زکوۃ فرض ہے،اس میں چالیسواں حصہ زکوۃ نکالنا چاہئے۔

زکوۃ کس شخص پر فرض ہے؟

واضح رہے کہ دین اسلام نے اپنے سایہ میں زندگی گزارنے والے ہر شخص پرزکوۃ فرض نہیں کی ہے، ورنہ غریب محتاج لوگ جن کے پاس دووقت کی روٹی صحیح طور پر میسر نہیں ہوتی انہیں بھی زکوۃ ادا کرنا ہوتا، چونکہ اسلام کا قانون ہر کسی کی زندگی کو چین وسکون اور راحت بخشنے والا قانون ہے، اسی لئے شریعت نے صرف ایسے شخص پر زکوۃ فرض کی ہے جو اپنے پاس مال ودولت اور سونا اور چاندی رکھتا ہواوراس پرمکمل سال گزر جائے ،اس کے ذمہ کسی کا قرض نہ رہا ہو،اگر قرض تھا تو قرض کو نکالنے کے بعد کوئی بیس (20)دینار سونے کا یا دوسو(200)درہم چاندی کا یا ان کی قیمت کا مالک رہا ہواور وہ مال اس کے قبضہ وملکیت میں رہا ہوتو یہ صاحب نصاب ہے،ایسے شخص پر رضاء الہی کی خاطر اپنے مال کا چالیسواں حصہ نکالنا اور زکوۃ ادا کرنا فرض ہے۔

موجودہ دور میں نہ تو درہم کا سکہ چلتا ہے اور نہ دینار کا رواج ہے، اب اس وقت دھات کے سکے اور کاغذی نوٹ چل رہے ہیں، اب ایسی صورت میں زکوۃ کی ادائیگی کا سلسلہ کیا ہونا چاہئے؟

حضور پاک علیہ الصلوۃ والسلام نے جو نصاب مقرر کیا ہے؛ نصاب تو وہی مقرر ہوگا۔

اس سلسلہ میں جنوبی ہند میں سب سے پہلے حضرت عبدالحی فرنگی رحمۃ اللہ علیہ نے تحقیق فرمائی، شیخ الاسلام امام محمد انوار اللہ فاروقی رحمۃ اللہ علیہ، بانی جامعہ نظامیہ اور آپ کے تلمیذ خاص حضرت مفتی رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ مفتی اول جامعہ نظامیہ اور یہاں کے اکابر مفتیان کرام نے جو تحقیق فرمائی؛ اس کا نصاب اگر گراموں میں تبدیل کیا جائے تو بیس دینار کے ساٹھ (60) گرام، سات سو پچپن (755) ملی گرام ہوتے ہیں۔

دوسو (200) درہموں کی مقدار موجودہ شرح کے مطابق چار سو پچیس (425) گرام، دوسو پچاسی (285) ملی گرام ہوتی ہے۔

اگر کسی کے پاس ساٹھ (60) گرام، سات سو پچپن (755) ملی گرام سونا ہو یا چار سو پچیس (425) گرام، دوسو پچاسی (285) ملی گرام چاندی ہو یا اس مقدار کے مماثل رقم ہو اور اس شخص کے پاس وہ رقم ایک سال تک موجود رہے تو وہ شخص صاحب نصاب کہلائے گا اور اس پر زکوۃ کی ادائیگی فرض ہو جائے گی۔

شمالی ہند کے علماء کی تحقیق کے بموجب مروجہ گراموں میں سونے کا نصاب ستاسی (87) گرام، چار سو اسی (480) ملی گرام اور چاندی کا نصاب چھ سو بارہ (612) گرام تین سو ساٹھ (360) ملی گرام ہوتا ہے۔

دھات کے سکے اور کاغذی نوٹ بظاہر تو سونا چاندی نہیں، لیکن وہ ایک متعین مقدار میں سونا یا چاندی کی حیثیت ضرور رکھتی ہے، کیوں کہ وہ حکومت کے نزدیک سونا اور چاندی کے بدلہ دستاویز ہوا کرتی ہے۔

حضرات! واضح رہے کہ زکوۃ صرف سونا اور چاندی تک محدود نہیں! بلکہ زکوۃ تجارتی مال، تجارتی اشیاء اور جانوروں وغیرہ میں بھی فرض ہے، جبکہ وہ صاحب نصاب ہوں۔

اس سلسلہ میں مزید تفصیلات جاننے کے لئے احقر کی کتاب ''مسائل زکوۃ عصر حاضر کے تناظر میں'' ملاحظہ کریں!

مالِ زکوۃ کیسے افراد تک پہنچایا جائے؟

برادران اسلام! زکوۃ کی رقم کیسے افراد تک پہنچائی جائے اور اس کے مستحق کیسے افراد ہیں؛ اس کی وضاحت ہمیں کلام مجید میں ملتی ہے، ارشاد الٰہی ہے :

إِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِى الرِّقَابِ وَالْغَارِمِيْنَ وَفِى سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ فَرِيْضَةً مِنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ	بلاشبہ صدقات (زکوٰۃ) فقیروں، مسکینوں اور اُس کی وصولی پر مقرر کئے گئے کارکنوں کے لئے ہیں اور اُن کے لئے جن کے دلوں میں اسلام کی الفت پیدا کرنا مقصود ہو اور غلاموں کو آزاد کروانے میں اور قرضداروں کے قرض ادا کرنے میں اور اللہ کی راہ میں اور مسافروں کے لئے ہیں، یہ اللہ کا فریضہ ہے اور اللہ خوب جاننے والا بڑی حکمت والا ہے۔

(سورۃالتوبۃ:60)

سورۂ توبہ کی اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے آٹھ (8) افراد کی تفصیل بیان فرمائی؛ جنہیں زکوۃ کی رقم دی جاسکتی ہے، خلاصہ کلام یہ کہ ہمارے معاشرہ اور ماحول میں ہم زکوۃ ایسے شخص کو دے سکتے ہیں، جو صاحب نصاب نہ ہو یعنی اس شخص پر زکوۃ فرض نہ ہو؛ وہ شخص زکوۃ کی رقم حاصل کرنے کا مستحق ہے۔

ادائیگی زکوۃ میں یہ بات ملحوظ رکھنی چاہئے کہ اس کی رقم آدمی کے لئے اپنے اصول یعنی والد، والدہ، دادا، دادی اور نانا، نانی، اسی طرح اوپر کے تمام ددھیالی ونھیالی رشتہ داروں کو دینا درست نہیں۔ اور فروع یعنی بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، نواسہ، نواسی اور نیچے تک کی تمام اولاد کو زکوۃ دینا جائز نہیں! ونیز شوہر، بیوی بھی آپس میں ایک دوسرے کو زکوۃ نہیں دے سکتے، ان کے سوا دیگر رشتہ دار اگر مستحقِ زکوۃ ہوں، سادات نہ ہوں تو دیگر افراد کو زکوۃ دینے کے بالمقابل رشتہ داروں کو

زکوۃ دینا بہتر ہے، کیوں کہ اپنے رشتہ داروں کو زکوۃ دینے کے سبب دوہرا ثواب حاصل ہوتا ہے، اپنے رشتہ داروں کو زکوۃ دینے سے رب قدیر دوگنا اجر عطا فرماتا ہے، ایک تو زکوۃ ادا کرنے کا، دوسرے ان کے ساتھ صلہ رحمی کرنے کا۔ جیسا کہ جامع ترمذی میں حدیث پاک ہے:

عَنِ الرَّبَابِ عَنْ عَمِّهَا سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ ......الصَّدَقَةُ عَلَى الْمِسْكِينِ صَدَقَةٌ وَهِيَ عَلَى ذِي الرَّحِمِ ثِنْتَانِ، صَدَقَةٌ وَصِلَةٌ .

حضرت رباب اپنے چچا سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتی ہیں ، وہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:...... مسکین پر خرچ کرنا صدقہ ہے اور رشتہ داروں پر خرچ کرنا صلہ رحمی وصدقہ دونوں کو شامل ہے۔

(جامع الترمذی، کتاب الزکوۃ، باب ما جاء الصدقۃ علی ذی قرابۃ، حدیث نمبر: 660)

زکوۃ ادا کرنے والے کے لئے بہتر یہ ہے کہ سب سے پہلے اپنے مستحق بھائیوں اور بہنوں کو زکوۃ دے، پھر ان کی اولاد کو پھر دیگر قرابتداروں میں چچا، پھوپی، پھر ان کی اولاد، پھر ماموں، خالہ اور ان کی اولاد کا لحاظ رکھے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں ایمان کامل اور عمل صالح سے بہرہ ور فرمائے، احکام اسلام کی پابندی کرنے اور صوم وصلوۃ، حج وزکوۃ کو اخلاص وللّٰہیت کے ساتھ ادا کرنے والا بنائے۔

آمِيْن بِجَاهِ سَيِّدِنَا طٰهٰ وَيٰسٓ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى وَبَارَكَ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

فتح مکہ، اسباب ونتائج

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنْ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ علٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنْ، وَعَلٰى آلِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنْ، وَاَصْحَابِهِ الْاَكْرَمِيْنَ اَجْمَعِيْنْ،وَعَلٰى مَنْ اَحَبَّهُمْ وَتَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنْ .

اَمَّا بَعْدُ ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمْ :إِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُبِينًا . صَدَقَ اللهُ الْعَظِيْمْ.

برادران اسلام! اللہ سبحانہ وتعالی نے مکہ مکرمہ کو بے شمار فضائل وکمالات سے نوازا ہے، یہ وہ مقدس شہر ہے جہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی، یہ وہ بابرکت شہر ہے جہاں کعبۃ اللہ شریف ہے، جہاں حجر اسود اور چاہ زم زم ہے، جہاں صفا ومروہ اور میزاب رحمت ہے، یہی وہ باعظمت شہر ہے جس کی عظمت ورفعت کی قسم قرآن کریم میں ذکر کی گئی۔

رمضان کے مقدس مہینہ ہی میں مسلمان مکہ مکرمہ میں فاتحانہ شان کے ساتھ داخل ہوئے اور اس فتح کو قرآن کریم نے "فتح مبین" سے تعبیر کیا ہے، ارشاد الہی ہے:

إِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُبِينًا . (اے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم !) بیشک ہم نے آپ کو کھلی فتح عطا کی ہے۔

(سورۃ الفتح۔1)

برادران اسلام! حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے چھٹویں سال ذوالقعدہ کے مہینہ میں عمرہ کا ارادہ فرمایا اور آپ کے ہمراہ چودہ سو (1400) جانثار صحابہ نے بھی عمرہ کے لئے احرام باندھا اور مکہ شریف کی طرف روانہ ہوگئے، اثناء سفر حضور پاک علیہ الصلوۃ والسلام کو اطلاع ملی کہ دشمنان دین نے کاروان اسلام کو روکنے کے لئے اپنے اطراف واکناف کے قبیلوں کو جمع کرلیا ہے، حالانکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ

والہ وسلم اور صحابۂ کرام کا منشا و مقصد صرف خدا کی عبادت' خانۂ خدا کی زیارت اور عمرہ کی ادائی تھا، چنانچہ حضور پاک علیہ الصلوۃ والسلام نے حدیبیہ کے علاقہ میں توقف فرمایا اور قریش کے پاس پیغام بھیجا کہ ہمارا مقصد جنگ وجدال برپا کرنا نہیں ہے ہم صرف عمرہ کی ادائی کے لئے آئے ہیں، اس اطلاع کے بعد اہل مکہ کی جانب سے یکے بعد دیگرے دو تین افراد گفتگو کے لئے آئے ، تاہم کوئی حل نہیں نکلا، پھر سہیل بن عمرو نامی ایک شخص آیا، بالآخر ایک معاہدہ طے پایا اور اس حدیبیہ کے صلح نامہ میں منجملہ شرائط کے ایک شرط یہ بھی تھی کہ عرب کے قبائل سے کوئی بھی قبیلہ فریقین میں سے کسی کے ساتھ بھی معاہدہ کرسکتا ہے، اس شرط کے مطابق بنوبکر قریش کے حلیف ہوئے اور بنوخزاعہ مسلمانوں کے حلیف قرار پائے۔

بنوبکر اور بنوخزاعہ کے درمیان سخت دشمنی تھی ، بنوبکر اپنی پرانی عداوت کی وجہ بنو خزاعہ سے انتقام لینے کے لئے آمادہ ہوگئے اور قریش سے مل کر اُن پر حملہ کردیا، اس حملہ میں قریش کے سرداروں نے تعاون کیا اور بنوخزاعہ کو قتل کرنے کے لئے بنی بکر کے پاس آدمی بھیجے اور اسلحہ فراہم کیا ، اس حملہ کے سبب قریش کی جانب سے صلح حدیبیہ کا معاہدہ عملی طور پر ٹوٹ گیا ،قبیلہ بنوخزاعہ کے لوگ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں فریادی ہوئے اور آپ سے مدد طلب کئے ،حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے پاس امن وسلامتی پرمبنی تین شرائط روانہ فرمائیں کہ وہ ان میں سے کوئی ایک شرط قبول کریں !وہ شرائط یہ ہیں:(1)بنوخزاعہ کے مقتولوں کا خون بہا ادا کیا جائے ۔ (2)قریش بنوبکر کی حمایت سے دست بردار ہوجائیں(3)حدیبیہ کے معاہدہ کی برخواستگی کا اعلان کیا جائے۔جیسا کہ امام زرقانی نے شرح مواہب میں نقل کیا ہے:

ان قریشا ندمت ،فقال:ان محمدا غازینا ،فقال ابن ابی سرح:لایغزوکم حتی یخیرکم فی خصال کلها اهون من

غــزوـة، یـرسل الیکم ان دوا قتلــی خــزاعة وهم ثلاثة وعشـرون قتیـلا او تبرؤا من حلف بنی نفاثة او ننبذ الیکم علـی سـواء . فـقال سهیل :نبـرامـن حـلفهم اسهل. (شرح الزرقانی علی المواهب، ج3،ص380)

قریش کے نمائندوں میں سے سہیل نے کہا کہ ہم آخری شرط منظور کرتے ہیں اور یہ اعلان کرتے ہیں کہ حدیبیہ کا معاہدہ ٹوٹ گیا۔قریش نے حضورا کرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی جانب سے روانہ کردہ قاصد کو جواب دیتے وقت تو بڑی بے باکی سے اعلان کیا تھا لیکن قاصد کے واپس جانے کے بعد سردارانِ قریش نادم وپشیمان ہوئے اور سب نے ابوسفیان سے کہا کہ تم جا کر اس معاہدہ کی تجدید کرلو! ورنہ اس کا انجام بہت خطرناک ہوسکتا ہے اس کے بعد ابوسفیان مدینہ طیبہ پہنچ گئے اور اس معاملہ میں گفتگو کرنے کی بہت کوشش کی لیکن کوئی بات نہ بنی، بالآخر انہیں معاہدہ کی تجدید کئے بغیر لوٹنا پڑا۔

حضورا کرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے صحابہ کرام کو تیاری کا حکم فرمایا اور حلیف قبائل کو تیاریوں کے لئے حکم نامہ بھیجا، مگر آپ نے کسی سے یہ نہیں فرمایا کہ کس سے مقابلہ ہونے والا ہے؟ خاموشی کے ساتھ معرکہ کی تیاری ہوتی رہی، اس کا مقصد یہ تھا کہ اہل مکہ کو معاملہ کی خبر نہ ہو، جیسا کہ مواہب لدنیہ میں مذکور ہے:

فتجهز رسول الله صلی الله علیه واله وسلم من غیر اعلام احـــــد بـــــذلک (المواهب اللدنیة بالمنح المحمدیة مع شرح الزرقانی، باب غزوة الفتح الاعظم، ج3،ص386)

فراست نبوی نے قریش کوروانہ کردہ خط روک لیا

حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے قریش کو ایک خط لکھا جس میں انتظامی خفیہ معاملات کی مخبری تھی۔اس خط کو حضرت حاطب رضی اللہ عنہ نے ایک ضعیف

عورت کے ذریعہ مکہ مکرمہ روانہ کیا۔

حضرات !اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کائنات کے ذرہ ذرہ کا علم عطا فرمایا ہے، وہ حبیب پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم جو ما کان وما یکون کی خبر رکھتے ہیں، قیامت تک رونما ہونے والے واقعات وحوادث کی خبر دیتے ہیں اوران کا ایک ایک جزئیہ بیان فرماتے ہیں، نہ صرف زمین کی بلکہ آسمانوں کی باتیں جنت و دوزخ کی تفصیلات ، اہل جنت و اہل دوزخ کی تعداد، ان کے احوال وکوائف ، ہر ہر چیز سے واقف وباخبر ہیں، کیا آپ مدینہ منورہ میں ہونے والے اس واقعہ سے باخبر نہ ہوں گے؟ یقیناً آپ کواس واقعہ کا بخوبی علم تھا، اسی لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت علی ، حضرت زبیر اور حضرت مقداد رضی اللہ عنہم کواس خاتون کو روکنے اور اس سے خط حاصل کرنے کے لئے روانہ فرمایا ،جیسا کہ صحیح بخاری وصحیح مسلم اور دیگر کتب سیَر واحادیث میں مذکور ہے : تم لوگ روضۂ خاخ پر جاؤ! وہاں ایک خاتون ہے ؛ جس کے پاس ایک خط ہے وہ خط اس سے حاصل کرکے میرے پاس لے آؤ! تینوں صحابہ کرام گھوڑوں پرسوار ہوکر بڑی تیزی کے ساتھ روضہ خاخ پہنچے اوراس عورت کو ویسا ہی پایا جیسا کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اوراس عورت سے خط طلب کیا، اُس نے کہا میرے پاس کوئی خط نہیں ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا : خدا کی قسم ! حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم غلط بات نہیں فرماسکتے اور نہ ہم جھوٹے ہیں، جب آپ نے سختی سے گفتگو کی تو اس عورت نے صحیح صحیح بتادیا اوراپنے بالوں کے جوڑے سے خط نکال کردے دیا۔ یہ تینوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خط لے کر بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حاطب بن ابوبلتعہ رضی اللہ عنہ سے اس کی وجہ دریافت فرمائی تو انہوں نے عرض کیا : یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ! نہ

میں نے اپنا دین تبدیل کیا ہے اور نہ مرتد ہوا ہوں، میں نے اہل مکہ کو صرف اس لئے خط لکھا کہ مکہ مکرمہ میں میرے اہل وعیال ہیں وہاں میرا کوئی اور رشتہ دار نہیں جو 'ان کی خیر خواہی وخبر گیری کرے، میرے سوا دوسرے مہاجرین کے رشتہ دار مکہ مکرمہ میں موجود ہیں وہ ان کی خبر گیری کرتے رہتے ہیں۔ مجھے اس بات کا مکمل یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ مکہ والوں کو شکست دے گا، میں نے چاہا کہ خط کے ذریعہ مکہ والوں کو معاملہ کی اطلاع دے دوں تا کہ ان پر میرا احسان ہوجائے اور وہ میرے اہل وعیال سے ہمدردی کا معاملہ کریں، اگر چہ میرے خط سے اہل مکہ کو کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے عذر کو قبول فرمالیا۔ اور انہیں معاف فرمادیا اور ارشاد فرمایا:

صدق، ولا تقولوا له الاخيرا.

حاطب بن ابو بلتعہ نے سچ کہا ہے، ان کے بارے میں خیر وبھلائی کی ہی بات کرو!۔

(صحیح البخاری، کتاب الجہاد، باب الجاسوس، حدیث نمبر: 3007۔ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب من فضائل أہل بدر رضی اللہ عنہم وقصۃ حاطب بن أبی بلتعۃ. حدیث نمبر 6557)

کاروان امن کی مکہ مکرمہ روانگی

حضرات! ہجرت کے آٹھویں سال 'دس رمضان المبارک چہارشنبہ کے دن بعد نماز عصر حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم دس ہزار (10,000) کا لشکر لے کر مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کی جانب روانہ ہوئے، راستہ میں اور دو ہزار افراد شامل ہو گئے جملہ بارہ ہزار (12,000) کا لشکر مکہ مکرمہ روانہ ہوا۔ جیسا کہ مواہب لدنیہ میں ہے:

وخرج عليه الصلوة والسلام يوم الاربعاء لعشر ليال خلون من رمضان بعد العصر سنة ثمان من الهجرة...ان العشرة آلاف خرج بها من نفس المدينة ثم تلاحق به

الالــفــان. (المواھب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ مع شرح الزرقانی، باب غزوۃ الفتح الاعظم، ج3،ص395/396)

مکہ سے ایک منزل کے فاصلہ پر مقام مرالظہران پہنچ کر لشکر نے پڑاؤ ڈالا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حکم فرمایا کہ ہر شخص اپنا الگ چولہا جلائے، جب دس ہزار صحابہ کرام نے الگ الگ چولہا جلایا تو مرالظہران کے وسیع وعریض میدان میں میلوں دور تک آگ ہی آگ نظر آنے لگی۔حضرت عباس رضی اللہ عنہ راستہ ہی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ چکے تھے۔قریش کو یہ اطلاع تو مل چکی تھی کہ مسلمانوں کا لشکر مدینہ طیبہ سے نکل چکا ہے لیکن انہیں اندازہ نہیں تھا کہ مسلمان اتنے قریب پہنچ گئے ہیں۔قریش نے تحقیق خبر کے لئے ابوسفیان، بدیل بن ورقاء اور حکیم بن حزام کو بھیجا، یہ تینوں تحقیق کے لئے نکلے اور مرالظہران میں جل رہی آگ دیکھ کر حیران رہ گئے۔ابوسفیان نے کہا: بنی خزاعہ کا قبیلہ اتنا تو نہیں کہ مرالظہران کا طویل میدان بھر جائے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ مکہ والوں پر رحم کھا کر انہیں خبردار کرنے اور یہ کہنے کے لئے آرہے تھے کہ اسلامی لشکر مکہ میں داخل ہونے سے پہلے مکہ والے امن مانگ لیں تو ان کے لئے بہتر ہوگا، اسی اثنا میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی ابوسفیان اور ان کے دو ساتھیوں سے ملاقات ہوئی، حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا : لشکر پہنچ چکا ہے، ابو سفیان نے مشورہ طلب کیا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا : رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چلو! جب وہ حاضر ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام نے انہیں دیکھ کر فرمایا دشمنوں کا سردار ہمارے قبضہ میں ہے۔حضرت عباس رضی اللہ عنہ ابوسفیان کو لے کر فوراً بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم !میں نے ابوسفیان کو پناہ دی ہے، چنانچہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کو معاف فرمادیا۔

(سبل الہدی والرشاد، فی سیرۃ خیر العباد، جماع أبواب المغازی التی غزا فیہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنفسہ الکریمۃ، الباب السابع والعشر ون فی غزوۃ الفتح الاعظم، ج5،ص215/216)

حضرات! حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شان رحمت کے جلووں کو ملاحظہ فرمائیں کہ آپ نے سخت تکلیف دینے والے دشمن کو بھی معافی عطا فرمائی، وہ ابوسفیان جنہوں نے اسلام کے خلاف بدر اور اُحد کی لڑائیاں لڑیں، قبائل عرب کو مسلمانوں کے خلاف اُبھارا، مسلمانوں کو تکلیف پہنچانے کے لئے ہر طریقہ اختیار کیا، یقیناً وہ سزا کے مستحق تھے لیکن حضور اکرم رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان رحمۃ للعالمینی کے قربان جائیں آپ نے انہیں بھی درگذر فرمادیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ابوسفیان کو پہاڑ کی چوٹی پر لے جاکر اسلامی فوج کے مناظر دکھائیں۔ ابوسفیان نے ایک ایک قبیلہ کو بڑی آن بان سے ہتھیاروں سے مسلح، ساز وسامان سے بھرا آتے دیکھا، انہوں نے دیکھا کہ قبیلہ غِفار، قبیلہ جہینہ، سعد بن ہذیم اور سلیم جیسے جنگجو اور بہادر قبائل عرب لشکر اسلام میں شامل تھے، آخر میں آفتاب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جانثاروں کے جھرمٹ میں تشریف لارہے تھے۔اس روحانی منظر اور نورانی ماحول کا ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے دل پر گہرا اثر پڑا، اور وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوکر مشرف باسلام ہوئے جیسا کہ سیرت ابن ہشام میں ہے:

فَلَمّا أَصْبَحَ غَدَوْت بِهِ إلَى رَسُولِ اللّهِ صَلّى اللّهُ عَلَيْهِ وَسَلّمَ فَلَمّا رَآهُ رَسُولُ اللّهِ صَـلّى اللّهُ عَلَيْهِ وَسَلّمَ قَالَ وَيْحَک يَا أَبَا سُفْيَانَ	حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا: جب صبح ہوئی تو میں حضرت ابوسفیان کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا، جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے انہیں دیکھا تو ارشاد فرمایا: اے ابوسفیان اللہ تعالی تم پر رحم فرمائے!

أَلَمْ يَأْنِ لَکَ أَنْ تَعْلَمَ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ؟.....قَالَ وَيْحَکَ يَا أَبَا سُفْيَانَ أَلَمْ يَأْنِ لَکَ أَنْ تَعْلَمَ أَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ....قَالَ فَشَهِدَ شَهَادَةَ الْحَقِّ فَأَسْلَمَ.

کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ تم مان لو کہ اللہ تعالی کے سوا کوئی معبود نہیں۔۔۔اے ابوسفیان اللہ تعالی تم پر رحم کرے! کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ تم مان لو کہ میں اللہ تعالی کا رسول ہوں۔۔۔حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ اس وقت حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالی عنہ نے توحید و رسالت کی گواہی دی اور اسلام قبول کیا۔

نیز مواہب لدنیہ میں ہے:

فاتوا بهم رسول الله صلى الله عليه واله وسلم فاسلم ابو سفيان بن حرب.

جب صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم نے قریش کے افراد کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کیا تو حضرت ابوسفیان بن حرب رضی اللہ تعالی عنہ نے اسلام قبول کیا۔

(المواهب اللدنية بالمنح المحمدية مع شرح الزرقانی، باب غزوة الفتح الاعظم، ج3،ص405)

20 ررمضان المبارک سنہ آٹھ (8) ہجری پیر کے دن حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم مقام کداء سے گذرتے ہوئے بالائی جانب سے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو مقام کداء سے داخل ہونے اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو مقام کُدَی سے داخل ہونے کا حکم فرمایا۔

حملہ کے لئے پہل نہ کی جائے! شاہ زمن کا پیام امن

حضرات! حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے جانثاروں کو یہ تاکید فرمائی کہ حملہ میں پہل نہ کرنا اور جو شخص تم سے لڑنے کے درپے ہو صرف اسی سے مقابلہ کرنا آپ نے ارشاد فرمایا:

لا تقاتلوا إلا من قاتلكم تم کسی پر حملہ نہ کرنا! اگر کوئی تم پر حملہ کرے تب تم اپنا دفاع کرنا۔

(السيرة الحلبية، ج5، 270)

اس طرح مسلمان مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔کہیں مقابلہ کی نوبت نہیں آئی، سوائے مقام کُدَی کے جہاں سے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ داخل ہوئے، بنوبکر، بنوحارث اور ہذیل اور قریش کے کچھ قبائل مقابلہ کے لئے تیار تھے، حضرت خالد رضی اللہ عنہ آتے ہی ان لوگوں نے آپ پر حملہ کیا، آپ نے ان کے حملہ کا دفاعی جواب دیتے ہوئے ان کا مقابلہ کیا اور دشمنوں کو شکست ہوئی، نتیجہ میں دو مسلمان شہید ہوئے اور بنوبکر وغیرہ کتقریبا چوبیس آدمی ہلاک ہوگئےجیسا کہ موہب لدنیہ میں ہے:

واندفع خالد بن الوليد حتى دخل من اسفل مكة،وقد تجمع بها بنو بكر وبنو الحارث بن عبد مناف،وناس من هذيل مين الاحابيش الذين استنصرت بهم قريش،فقاتلوا خالدا فقاتلهم فانهزموا ،وقتل من بنى بكر نحو من عشرين رجلا،ومن هذيل ثلاثة اور اربعة. (المواہب اللدینۃ بالمنح المحمدیۃ مع شرح الزرقانی، باب غزوۃ الفتح الاعظم، ج3،ص416)

عفوودرگذر کا عام اعلان

مشرکین مکہ جو اعلانِ نبوت سے لے کر ہجرت تک اور ہجرت مدینہ سے صلح حدیبیہ تک حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اور مسلمانوں کو طرح طرح کی اذیتیں پہنچاتے رہے، ایذا رسانی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا، انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے کی بارہا ناپاک سازشیں کیں، قبائل عرب کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکایا، ایسے جانی دشمنوں اور خون کے پیاسوں پر مسلمانوں کو غلبہ حاصل ہوا تو رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے رحمت والفت سے لبریز فرمان عالیشان جاری فرمایا اور عام اعلان فرمایا کہ آج تم سے کوئی باز پرس نہیں تم لوگ آزاد ہو۔الیوم یوم المرحمة . آج تو رحمت ومہربانی فرمانے کا دن ہے۔

شاہان دنیا کا طریقۂ کار

برادران اسلام! جب سلطنت کی باگ ڈور ہاتھ میں آتی ہے تو انسان ظلم و انصاف کا فرق بھول جاتا ہے، دنیا کی جتنی سوپر پاور مملکتیں گذری ہیں انہوں نے اپنی فتح کا جشن مظلوم افراد کا خون بہا کر منایا ہے، دنیا میں جب بڑی بڑی فتوحات ہوئیں تو فتح کے بعد مفتوحہ علاقہ میں خون کی ندیاں بہائی گئیں۔

تاتاری قوم جب پوری قوت کے ساتھ بغداد میں داخل ہوئی تو انہوں نے سارے شہر کو تہس نہس کردیا، انسانی خون کا سمندر بہادیا۔ صلیبیوں نے جب ملک شام پر غلبہ واقتدار حاصل کیا تو خون کی ندیاں رواں کردیں، اس وقت مسجد اقصیٰ میں گھوڑوں کے گھٹنے انسانی خون میں ڈوبے ہوئے تھے، ہزاروں مسلمانوں کا قتل عام ہوا۔ دنیا نے صلیبیوں کا یہ اقتدار دیکھا جہاں انسانی خون کی ندیاں بہتی ہیں اور انسانیت سسک سسک کر دم توڑتی ہے۔

فتح مکہ کے موقع پر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے تمام بادشاہوں، سربراہانِ مملکت، ارباب سلطنت کے لئے عظیم مثال قائم فرمائی، اقتدار حاصل کرنے والوں کو ایک آفاقی پیام دیا، فتح مکہ جیسا عظیم کارنامہ ہوا، جانی دشمنوں اور خون کے پیاسوں پر اہل اسلام نے اقتدار حاصل کرلیا، چاہتے تو تمام دشمنوں کو قتل کیا جاسکتا تھا، لیکن آپ نے ارشاد فرمایا: آج تم پر کوئی داروگیر نہیں، تم لوگ آزاد ہو، پر امن رہو۔ **الیوم یوم المرحمة**. آج تو رحمت ومہربانی فرمانے کا دن ہے، اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے پروانۂ امن عطا فرمایا چنانچہ صحیح مسلم میں حدیث شریف ہے:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم :مَنْ دَخَلَ دَارَ أَبِی سُفْيَانَ فَهُوَ آمِنٌ	حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے گھر میں داخل ہوجائے اس کے لئے امان ہے،

وَمَنْ أَلْقَى السِّلاَحَ فَهُوَ آمِنٌ جوشخص ہتھیار ڈال دے اسکے لئے امان ہے، جوشخص وَمَنْ أَغْلَقَ بَابَهُ فَهُوَ آمِنٌ. اپنے گھر کا دروازہ بند کرلے اس کے لئے امان ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الجہاد والسیر ، باب فتح مکۃ. حدیث نمبر 4724)

اور صحیح بخاری شریف میں ہے

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَدْ أَجَرْنَا مَنْ أَجَرْتِ يَا أُمَّ هَانِءٍ. حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ام ہانی! یقیناً ہم نے اسے بھی امان دیا ہے جس کو تم نے امان دیا۔

(صحیح البخاری، کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ فی الثوب الواحد ملتحفا بہ . حدیث نمبر 357)

نیز امام بیہقی کے سنن کبری میں روایت ہے:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم... فمن دخل دارك يا أبا سفيان ودارك يا حكيم وكف يده فهو آمن . حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ابوسفیان! جوشخص تمہارے گھر میں داخل ہو، اور اے حکیم بن حزام! جو شخص تمہارے گھر میں داخل ہوا اور اپنے ہاتھ کو روک لے تو اس کے لئے امان ہے۔

(السنن الکبری للبیہقی، کتاب السیر باب فتح مکۃ حرسہا اللہ تعالی، حدیث نمبر 18744)

گستاخ کے لئے امان نہیں

حضرات! امان کا یہ اعلان اگرچہ تمام لوگوں کے لئے عام تھا لیکن چند افراد اُس سے مستثنیٰ تھے، جنہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کا ارتکاب کیا جس کی وجہ وہ قابل گردن زدنی ہو چکے تھے اس لئے ان کے قتل کا حکم دیا گیا۔ ایک گستاخ کے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا : اسے قتل کرڈالو؛ اگرچہ وہ خانہ کعبہ کے غلاف سے چمٹا ہوا ہو، جیسا کہ صحیح بخاری اور سنن نسائی میں حدیث شریف ہے :

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضى الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ ، وَعَلَى رَأْسِهِ الْمِغْفَرُ ، فَلَمَّا نَزَعَهُ جَاءَ رَجُلٌ ، فَقَالَ إِنَّ ابْنَ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ . فَقَالَ: اقْتُلُوهُ .

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے: فتح مکہ کے سال حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اس حال میں کہ آپ کے سر انور پر مغفر تھا، جب آپ نے اسے اتارا تو ایک صاحب نے عرض کیا کہ ابن خطل کعبہ کے پردوں سے چمٹا ہوا ہے، تو آپ نے ارشاد فرمایا: اسے قتل کردو!۔

(صحیح البخاری، کتاب جزاء الصید، باب دخول الحرم ومکۃ بغیر إحرام. ،حدیث نمبر: 1846 ۔سنن النسائی، کتاب مناسک الحج، باب دخول مکۃ بغیر إحرام. حدیث نمبر: 2880)

یہاں غور کیا جائے کہ عین حرم شریف میں قتل کردینے کا حکم دیا گیا جب کہ کعبۃ اللہ شریف کے تقدس کے اظہار کے لئے اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:

وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا جو شخص اس میں داخل ہوا وہ امن والا ہے۔(سورۃ آل عمران۔97)

ہر شخص خانہ کعبہ میں داخل ہوتے ہی امن وسلامتی پالیتا ہے، اگر کوئی حرم شریف میں اپنے والد کے قاتل کو بھی دیکھ لے تو اسے یہ حق نہیں کہ حرم شریف میں اسے تکلیف پہنچائے لیکن ان افراد نے بارگاہِ نبوت میں گستاخی کرکے ایسے جرم کا ارتکاب کیا کہ زمین کا کوئی خطہ ان کی پناہ گاہ نہیں بن سکتا تھا یہاں تک کہ وہ حرم کعبہ میں غلاف کعبہ سے چمٹے ہوئے ہوں تب بھی اُنہیں امان نہ ملتا۔ ان گستاخوں کا انجام صرف یہ تھا کہ انہیں قتل کردیا جائے۔

ان میں عبدالعزیٰ بن خطل کعبہ کے پردوں میں چھپ گیا تھا، حضرت سعید بن حریث مخزومی رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کیا۔ حویرث بن نقید اور حارث بن ہشام ان

دونوں کوحضرت علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔مقیس بن صبابہ کونمیلہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا،قریبہ جوابن خطل کی باندی تھی اس کو بھی قتل کیا گیا۔(ملخص از سبل الھدی والرشاد۔ج5۔ص225/226)

حرم کعبہ 'بتوں کی آلائشوں سے پاک ہوا

حضوراکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنی مبارک اونٹنی پر سوار ہوکر مسجد حرام میں داخل ہوئے۔حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور خانہ کعبہ کے کلید بردار حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ تھے۔آپ نے مسجد حرام میں اونٹنی بٹھائی،کعبۃ اللہ شریف کا طواف کیا اور حجر اسود کو بوسہ دیا۔خانہ کعبہ میں داخل ہوئے اور یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی:

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا . حق آیا اور باطل مٹ گیا بیشک باطل مٹنے ہی والا ہے۔

(سورۃ الاسراء۔81)

مشرکوں نے خانۂ کعبہ میں تین سوساٹھ(360) بت بٹھار کھے تھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد حرام اور عین خانۂ کعبہ کو بتوں کی نجاست وآلائش سے پاک کیا۔

دست اقدس کی برکت سے محبت کا پیدا ہونا

برادران اسلام! اللہ تعالی نے قرآن کریم میں حضوراکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دست اقدس کو اپنا دست قدرت قرار دیا،آپ کے دست اقدس کی اعجازی شان ہے کہ جہاں دست اقدس لگ جاتا وہ مقام ہمیشہ کے لئے برکتوں کا مرکز بن جاتا،حتی کہ اگر کسی غیر مسلم شخص کے سینہ پر دست اطہر رکھ دیتے تو فورا اس کے دل سے ظلمت دور ہوجاتی اور اس میں اسلام کا نور سماجاتا،اس کا تاریک سینہ معارف کا گنجینہ ہوجاتا،فتح مکہ کے موقع پر بھی ایک ایسا ہی واقعہ پیش آیا جسے امام محمد بن یوسف صالحی شامی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے سبل الھدی والرشاد میں نقل کیا ہے :

أن فضالة بن عمير بن الملوح الليثي أراد قتل رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو يطوف بالبيت عام الفتح فلما دنا منه قال رسول الله صلى الله عليه وسلم "أفضالة ؟ " قال :نعم.قال " :ماذا كنت تحدث به نفسك ؟ "قال :لا شيء، كنت أذكر الله، فضحك رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم قال " :استغفر الله ."ثم وضع يده على صدره فسكن، وكان فضالة يقول :والله ما رفع يده عن صدري حتى ما خلق شيء أحب إلي منه .

حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم فتح مکہ کے موقع پر طواف کعبہ میں مشغول تھے فضالہ بن عمیر بن ملوح لیثی نامی ایک صاحب نے دل میں یہ ارادہ کیا کہ نعوذ باللہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کر دیں، جب وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آئے تو آپ نے ان سے فرمایا: کیا تمہارا نام فضالہ ہے؟ انہوں نے عرض کیا: ہاں، آپ نے ارشاد فرمایا: تم دل میں کیا باتیں کر رہے تھے؟ انہوں نے کہا کہ کچھ نہیں، میں تو اللہ کا ذکر کر رہا تھا، آپ نے یہ سن کر تبسم فرمایا اور ارشاد فرمایا: تم اللہ کی بارگاہ میں (اس ارادہ پر) معافی طلب کرو! پھر اس کے بعد آپ نے اپنے دست اقدس کو ان کے سینے پر رکھا، (بس انکے دل کی دنیا میں انقلاب بپا ہو گیا، عداوت محبت سے بدل گئی) وہ کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم! حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنا دست مبارک میرے سینے سے اٹھایا بھی نہیں کہ دل کی حالت یہ ہو گئی کہ ساری کائنات میں سب سے بڑھ کر آپ کی محبت میرے دل میں بس گئی۔

(سبل الہدی والرشاد، فی سیرۃ خیر العباد، جماع أبواب المغازی التی غزا فیہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنفسہ الکریمۃ، الباب السابع والعشر ون فی غزوۃ الفتح الاعظم، ج5، ص (235/236

حضرت شیخ الاسلام عارف باللہ امام محمد انوار اللہ فاروقی بانی جامعہ نظامیہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ اس روایت کے تحت ارشاد فرماتے ہیں: فضالہ رضی اللہ عنہ کو ذکر الٰہی میں مشغول ہونے کی برمحل سوجھی، کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس وقت طواف میں مشغول تھے، مگر بارگاہ نبوت میں ایسی چالاکیاں کب چل سکتی تھیں، وہاں تو جس طرح چہرہ پیش نظر ہوتا ہے دل پیش نظر ہوتے ہیں، حضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا اس موقع پر ہنس کر استغفار کرنے کے لئے فرمانے کا جو اثر فضالہ رضی اللہ عنہ کے دل پر ہوا ہوگا اس کو انہی کا دل جانتا ہے، مگر اس شقاوت کو حضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنا دست شفقت پھیر کر دور کر دیا، اور اس کا اس قدر اثر ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے زیادہ وہ کسی کو اپنا محبوب نہیں سمجھتے تھے۔ جب ایسے لوگوں کے ساتھ جو قتل کی تاک میں رہتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی یہ شفقت ہو تو خیال کیا جائے کہ محبان صادق پر کیسی عنایتیں مبذول ہوں گی؟۔

دوستاں را کجا کنی محروم
تو کہ با دشمناں نظر داری

غرض کہ دست مبارک کا ان میں یہ اثر ہوا کہ صرف ایمان ہی نہیں بلکہ کامل طور پر آپ کی محبت ان کے دل میں جاگزیں ہوئی، جس سے ہر طرح کے مراتب عالیہ کے مستحق ہوئے۔ (مقاصد الاسلام، حصہ نہم، ص 55/56)

حضرت بلال کا کعبہ کی چھت سے اذان کہنا

حضرات! آج ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا رنگ ونسل کے نام پر بٹی ہوئی ہے، سفید فام شخص سیاہ فام کو عزت وقعت کی نگاہ سے نہیں دیکھتا، محض رنگ کی بنیاد پر اس کے ساتھ امتیازی سلوک کیا جاتا ہے، لیکن حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس تصور کی نفی فرمائی اور آپ نے تمام انسانوں کو مساوی حقوق عطا فرمائے، حضرت بلال رضی اللہ تعالی

عنہ جو ایک حبشی غلام تھے 'فتح مکہ کے وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے انہیں حکم فرمایا کہ کعبہ کی چھت سے اذان کہے، جیسا کہ سبل الہدی والرشاد میں ہے:

أن رسول الله صلى الله عليه وسلم لما حانت الظهر أمر بلالا أن يؤذن بالظهر يومئذ فوق الكعبة ليغيظ بذلك المشركين .	جب نماز ظہر کا وقت ہوا تو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالی عنہ کو اس دن اذان ظہر کہنے کا حکم فرمایا تا کہ غیر مسلم آتش غیظ میں جلیں۔

(سبل الھدی والرشاد۔ج5۔ص248)

حضرات! اس حکم کے ذریعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے رنگ ونسل کے فرق کو مٹادیا اور بتلایا کہ اللہ تعالی کے دربار میں جسموں اور صورتوں کو نہیں دیکھا جاتا بلکہ دلوں اور ان کے اخلاص کو دیکھا جاتا ہے، رنگ کی وجہ سے کوئی انسان ذلیل نہیں ہوتا بلکہ گناہوں کی وجہ سے وہ ذلت ورسوائی کا شکار ہوتا ہے، سفید فام ہونے کی وجہ سے وہ معزز نہیں ہوتا بلکہ تقوی و پرہیز گاری کی بنیاد پر وہ معزز ومکرم قرار پاتا ہے۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حکم کے مطابق حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کعبۃ اللہ شریف کی چھت پر چڑھ کر نماز ظہر کی اذان کہی، اس طرح مکہ مکرمہ کے کفر آلود ماحول کو اذان بلال نے نور اسلام سے منور کیا، اور اس کی فضاؤں میں عظمت اسلام کا پرچم لہرانے لگا۔

ابلیس لعین کی مایوسی

حضرات! اہل اسلام کی اس شان وشوکت اور اسلام کی سربلندی کو دیکھ کر ابلیس لعین آہ وبکا کرنے لگا، اور اپنی ناکامی پر رنج وملال کرنے لگا، جیسا کہ امام ابویعلی اور امام ابونعیم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کی روایت درج کی ہے:

روی أبو یعلی، وأبو نعیم عن ابن عباس رضی الله عنهماقال لما فتح رسول الله صلی الله علیه وسلم مکة رن إبلیس رنة فاجتمعت إلیه ذریته، فقال :إیاسوا أن تردوا أمة محمد إلی الشرک بعد یومکم هذا.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مکہ فتح کیا تو اس دن ابلیس لعین نے رنج وغم کی وجہ سے ایک زبردست چیخ ماری جس کے سبب اس کی پوری اولاد اس کے پاس جمع ہوگئی۔ابلیس نے کہا:اب تم اس بات سے مایوس ہوجاؤ کہ امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کوشرک کی طرف لوٹاؤگے یعنی آج کے بعد امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں شرک نہیں ہوسکتا۔

اہل مکہ سے خطاب

برادران اسلام !فتح مکہ کے دوسرے دن حضوراکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کعبۃ اللہ شریف کے دروازہ پر قیام فرما ہوکر خطبہ ارشادفرمایا، جسے شارح بخاری امام احمد بن محمد قسطلانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے مواہب لدنیہ میں نقل کیا ہے:

ولما کان الغد من یوم الفتح قام النبی صلی الله علیه واله وسلم خطیبا فی الناس،فحمد الله واثنی علیه ومجده بما هو اهله،ثم قال :ایها الناس!ان الله حرم مکة یوم خلق السموات والارض،فهی حرام بحرمة الله تعالی الی یوم القیامة ،

فتح مکہ کے دوسرے دن حضوراکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم لوگوں کے درمیان خطبہ ارشادفرمانے کے لئے کھڑے ہوئے،آپ نے اللہ کی حمدوثنا اوراس کی عظمت وبزرگی بیان کی جس کا کہ وہ اہل ہے، پھر آپ نے ارشادفرمایا:اے لوگو!بیشک اللہ تعالی نے مکہ مکرمہ کوقابل حرمت بنایا ہے جس دن اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، چونکہ اللہ تعالی نے اسے قابل احترام بنایا ہے اس لئے وہ شہر قیامت تکواجب الاحترام ہے،

فلا يحل لامرىء يؤمن بالله واليوم الآخر ان يسفك بها دما،اور يعضد بها شجرة ،فان احد ترخص فيها لقتال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم فقولوا :ان الله قد اذن لرسوله ولم ياذن لكم،انما احلت لى ساعة من نهار،وقد عادت حرمتها الآن كحرمتها بالامس.فليبلغ الشاهد الغائب!.ثم قال :يا معشر قريش ما ترون انى فاعل فيكم؟قالوا:خيرا ،اخ كريم ابن اخ كريم.قال (فانى اقول كما قال اخى يوسف "لا تثريب عليكم اليوم يغفر الله لكم وهو ارحم الرحمين "اذهبوا فانتم الطلقاء .

تو وہ شخص جواللہ تعالی اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اس کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اس میں کسی کا خون بہائے ،یا وہاں کوئی درخت کاٹے ،اگر کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے عمل کو دیکھتے ہوئے اس مقدس شہر میں اس کو جائز سمجھے تو اس سے کہد و! بیشک اللہ تعالی نے اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اس کی اجازت دی تھی اور تمہیں اس کی اجازت نہیں دی ،اس کے سوا نہیں کہ دن کے ایک وقت کے لئے وہ میرے لئے حلال کر دیا گیا تھا ،یقیناً اب اس کی حرمت لوٹ کر آ چکی ہے جیسا کہ کل تھی ۔جو شخص حاضر ہے اس کو چاہئے کہ وہ اس پیام حق کو اس شخص تک پہونچائے جو حاضر نہیں ،پھر آپ نے ارشاد فرمایا :اے قریش کی جماعت !تم مجھ سے کیا امید رکھتے ہو کہ میں تمہارے ساتھ کیا کرنے والا ہوں ؟انہوں نے کہا : ہم آپ سے خیر و بھلائی کی امید رکھتے ہیں ، کیونکہ آپ سر چشمۂ لطف وکرم ہستی اور پیکر فضل وکرم شخصیت کے شہزادہ ہیں ۔آپ نے ارشاد فرمایا: یقیناً میں وہی کہوں گا جو میرے بھائی یوسف نے (اپنے بھائیوں سے) کہا تھا: آج کے دن تم سے کوئی باز پرس نہیں ،اللہ تعالی تمہارے گناہوں کو معاف فرمائے گا،اور وہ بے انتہاء رحم فرمانے والا ہے ۔تم (بے فکر) واپس جاؤ؛اس حال میں کہ تم بالکل آزاد ہو۔

(المواہب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ مع شرح الزرقانی،باب غزوۃ الفتح الاعظم، ج3، ص447/449)

فتح مکہ کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم پندرہ دن مکہ مکرمہ میں قیام فرما رہے اور مکہ مکرمہ سے روانہ ہونے سے قبل حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کو مکہ کا والی مقرر فرمایا اور مسلمانوں کی تعلیم کے لئے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو منتخب فرمایا۔اس کے بعد آپ مدینہ منورہ تشریف لائے۔

حضرات!چونکہ یہ عظیم فتح ماہ رمضان المبارک میں عطا کی گئی اسی مناسبت سے اجمالی طور پر "فتح مکہ اسباب ونتائج"عنوان پر بیان کرنے کی سعادت حاصل کی گئی،اللہ تعالی سے دعا ہے کہ ہمیں اپنے حبیب کریم صاحب فتح مبین صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے صدقہ وطفیل ماہ رمضان کی رحمتوں اور برکتوں سے مالا مال فرمائے اور ہم سب کو حج بیت اللہ کا شرف اور زیارت روضۂ اقدس کی سعادت عطا فرمائے۔

آمِیْن بِجَاہِ سَیِّدِنَا طٰہٰ وَیٰسٓ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی وَبَارَکَ وَسَلَّمَ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ.

حضرت مولائے کائنات' خصائص وکمالات

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنُ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ علٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنُ، وَعَلٰی آلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنُ، وَاَصْحَابِہِ الْاَکْرَمِیْنَ اَجْمَعِیْنُ،وَعَلٰی مَنْ اَحَبَّھُمْ وَتَبِعَھُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنُ .

اَمَّا بَعْدُ ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمُ:اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ أَمْوَالَھُمْ بِاللَّیْلِ وَالنَّھَارِ سِرًّا وَعَلَانِیَۃً فَلَھُمْ أَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ. صَدَقَ اللہُ الْعَظِیْمُ.

برادران اسلام! ماہ رمضان المبارک کو بہت سی خصوصیات حاصل ہیں وہیں اس ماہ کو یہ خصوصی نسبت بھی حاصل ہے کہ اس میں مولائے کائنات ،فاتح خیبر،باب العلم، حیدرکرار،ابوالحسن سیدنا علی مرتضی رضی اللہ تعالی عنہ کی شہادت عظمی ہوئی،اسی مناسبت سے آج "حضرت مولائے کائنات' خصائص وکمالات" کے عنوان پر عرض کرنے کی سعادت حاصل کی جارہی ہے۔

مولائے کائنات سیدنا علی مرتضی رضی اللہ عنہ کواللہ تعالی نے بے پناہ خصائص وامتیازات سے ممتاز فرمایا،آپ کوفضائل وکمالات کا جامع ،علوم ومعارف کا منبع ،رشد وہدایت کا مصدر، زہدوورع ،شجاعت وسخاوت کا پیکراورمرکز ولایت بنایا،آپ کی شان و عظمت کے بیان میں متعدد آیات قرآنیہ ناطق اور بے شمار احادیث کریمہ وارد ہیں۔

مولودکعبہ ہونے کااعزاز

برادرانِ اسلام! سیدنا مولائے کائنات رضی اللہ تعالی عنہ کو یہ خصوصی شرف حاصل ہے کہ آپ کی ولادت باکرامت کعبۃ اللہ شریف کے اندرہوئی،جیسا کہ روایت ہے:

ولد رضی اللہ عنہ بمکۃ داخل البیت الحرام ...ولم یولد فی البیت الحرام قبلہ احد سواہ . قالہ ابن الصباغ.

حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کی ولادت مکہ مکرمہ میں بیت اللہ شریف کے اندر ہوئی۔علامہ ابن صباغ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے بیان فرمایا کہ آپ سے قبل خانۂ کعبہ میں کسی کی ولادت نہیں ہوئی۔

(نورالابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار صلی اللہ علیہ والہ وسلم،ص 84)

آپ کو یہ امتیازی خصوصیت حاصل ہے کہ آپ کی ولادت خانۂ کعبہ کے اندر ہوئی،اسی وجہ سے آپ کو مولود کعبہ کہا جاتا ہے،آپ کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ ولادت باکرامت کے بعد سب سے پہلے آپ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے رخ زیبا کا دیدار کیا ہے،چونکہ آپ نے ولادت کے بعد سب سے پہلے حضور کا چہرۂ مبارک دیکھا اس کی برکت یہ ہوئی کہ آپ کا چہرہ دیکھنا بھی عبادت قرار پایا،جیسا کہ مستدرک علی الصحیحین میں حدیث مبارک ہے:

عَــنْ عَبْــدِاللهِ قَــالَ : قَــالَ رَسُــوْلُ اللهِ صــلــی الله علیه و آله وسلم :اَلــنَّظْرُ اِلٰی وَجْهِ عَلِیٍّ عِبَادَةٌ

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا: علی (رضی اللہ تعالی عنہ) کے چہرہ کو دیکھنا عبادت ہے۔

(المستدرک علی الصحیحین ،کتاب معرفۃ الصحابۃ رضی اللہ عنہم ،حدیث نمبر:4665)

ایمان میں سبقت

حضرت مولائے کائنات رضی اللہ تعالی عنہ کو یہ فضیلت بھی حاصل ہے کہ صاحبزادوں میں سب سے پہلے آپ ہی نے اسلام قبول کیا ،جیسا کہ جامع ترمذی شریف میں حدیث مبارک ہے :

عَنْ أَبِي حَمْزَةَ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، قَالَ : سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ يَقُولُ:أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ عَلِيٌّ .

ایک انصاری صحابی حضرت ابوحمزہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا : میں نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ (صاحبزادوں میں) سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا۔

(جامع الترمذی، ابواب المناقب، باب مناقب علی بن أبی طالب رضی اللہ عنہ . حدیث نمبر:4100)

ونیز جامع ترمذی شریف میں روایت ہے :

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ بُعِثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ وَصَلَّى عَلِيٌّ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ.

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ نے فرمایا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوشنبہ کو اعلان نبوت فرمایا اور سہ شنبہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز ادا فرمائی۔

(جامع الترمذی، ابواب المناقب، باب مناقب علی بن أبی طالب رضی اللہ عنہ . حدیث نمبر:4094)

اہل بیت کے فرد فرید اور عظیم صحابی

برادران اسلام! حضراتِ اہل بیت کرام وصحابۂ عظام رضی اللہ عنہم سے عقیدت ومحبت، سعادت دنیوی کا ذریعہ اور نجات اخروی کا باعث ہے، چونکہ حضرت مولائے کائنات رضی اللہ عنہ اہل بیت ہونے کے شرف سے بھی مشرف ہیں اور صحابیت کے اعزاز سے بھی معزز ہیں اسی لئے آپ سے دو جہتوں سے محبت کی جائے۔

حضرات! آپ کی شان وعظمت اور حضور سے کمال قربت کا اندازہ صحیح بخاری شریف میں وارد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد مبارک سے ہوتا ہے آپ نے فرمایا :

أَنْتَ مِنِّی وَأَنَا مِنْکَ .　　اے علی! تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔

(صحیح البخاری، کتاب فضائل الصحابۃ، باب مناقب علی بن أبی طالب القرشی الهاشمی أبی الحسن رضی اللہ عنہ، حدیث نمبر:2699)

عقد نکاح

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا عقد نکاح، خاتون جنت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے ہوا۔ معجم کبیر طبرانی میں حدیث مبارک ہے :

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :إِنَّ اللّٰهَ أَمَرَنِيْ أَنْ أُزَوِّجَ فَاطِمَةَ مِنْ عَلِيٍّ .

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا کہ میں فاطمہ (رضی اللہ تعالی عنہا) کا نکاح علی (رضی اللہ تعالی عنہ) سے کراؤں۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، ج،8،ص،497،حدیث نمبر:10152)

کرم اللہ وجہہ کہنے کی وجہ

حضرات اہل بیت کرام وصحابۂ عظام اور بزرگان دین کا نام ذکر کرتے وقت بطور اکرام رضی اللہ تعالی عنہ اور رحمۃ اللہ تعالی علیہ کہا جاتا ہے، حضرت مولائے کائنات رضی اللہ تعالی عنہ کے نام مبارک کے ساتھ ان عمومی کلمات کے علاوہ بطور خاص " کرم اللہ وجہہ " کہا جاتا ہے، اس کی وجہ نور الابصار میں اس طرح بیان کی گئی ہے :

(وامہ)فاطمة بنت اسد بن هاشم بن عبد مناف....

سیدنا علی مرتضی رضی اللہ تعالی عنہ کی والدۂ محترمہ کا نام مبارک حضرت "فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف" رضی اللہ عنہم ہے......

انھا کانت اذا ارادت	جب بھی وہ کسی بت کے آگے سجدہ کرنے کا
ان تسجد لصنم وعلی	ارادہ کرتیں؛ جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ
رضی اللہ تعالی عنہ فی	کے شکم میں تھے وہ سجدہ نہیں کر پاتی
بطنھا لم یمکنھا یضع	تھیں، کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے قدم
رجلہ علی بطنھا	ان کے شکم مبارک سے چمٹا دیتے اور اپنی پیٹھ
ویلصق ظھرہ بظھرھا	ان کی پیٹھ سے لگا دیتے اور انہیں سجدہ کرنے
ویمنعھا من	سے روک دیتے، یہی وجہ ہے کہ جب بھی
ذلک؛ولذلک یقال	آپ کا مبارک تذکرہ کیا جاتا ہے تو" کرم اللہ
عند ذکرہ "کرم اللہ	وجہہ "(اللہ تعالی آپ کے چہرۂ انور کو
وجھہ".	باکرامت رکھے) کہا جاتا ہے۔

(نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار صلی اللہ علیہ والہ وسلم، ص85)

آپ سے محبت درحقیقت حضور ﷺ سے محبت

برادرانِ اسلام! حضرت مولائے کائنات رضی اللہ عنہ کی ہستی اللہ تعالی اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ایسی مقبول ہے کہ آپ سے محبت کرنے والے کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا محبوب قرار دیا اور آپ سے بغض رکھنے کو اپنی ناراضگی قرار دیا' جیسا کہ معجم کبیر طبرانی میں حدیث مبارک ہے :

عَنْ سَلْمَانَ، أَنّ النَّبِيَّ	سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ	حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی
لِعَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى	مرتضی رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا: (اے علی) تم
عَنْهُ ":مُحِبُّکَ مُحِبِّي،	سے محبت کرنے والا مجھ سے محبت کرنے والا ہے اور تم
ومُبْغِضُکَ مُبْغِضِي "	سے بغض رکھنے والا مجھ سے بغض رکھنے والا ہے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، ج،6،ص،47،حدیث نمبر:5973)

حضرت مولائے کائنات محبوب خلائق

برادران اسلام! حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی چونکہ اللہ تعالی کو بھی محبوب ہے اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بھی محبوب ہے، اسی لئے کائنات کا ذرہ ذرہ آپ سے محبت کرتا ہے، اور اللہ تعالی اس محبت کرنے والے کو دنیا میں بھی نوازتا ہے اور آخرت میں بھی سرفراز فرماتا ہے، علامہ امام طبری رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اپنی کتاب الریاض النضرۃ میں روایت نقل کی ہے:

وعن أنس رضی الله عنه قال :دفع علی بن أبی طالب إلی بلال درهما یشتری به بطیخا؛ قال : فاشتریت به فأخذ بطیخة فقورها فوجدها مرة فقال یا بلال رد هذا إلی صاحبه، وائتنی بالدرهم فإن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لی :إن الله أخذ حبک علی البشر والشجر والثمر والبذر فما أجاب إلی حبک عذب وطاب وما لم یجب خبث ومر . "وأنی أظن هذا مما لم یجب.

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ سیدنا علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو خربوزہ خریدنے کے لئے ایک درہم عطا فرمایا، حضرت بلال نے فرمایا کہ میں ایک خربوزہ آپ کی خدمت میں پیش کیا، جب آپ نے اسے کاٹا تو اسے کڑوا پایا، آپ نے ارشاد فرمایا: ائے بلال! جس شخص کے پاس سے یہ لائے ہو؛ اسی کو واپس کردو! اور درہم میرے پاس واپس لاؤ! کیونکہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: بیشک اللہ تعالی نے تمہاری محبت کا عہد ہر انسان، درخت، پھل اور ہر بیج سے لیا ہے، تو جس نے تمہاری محبت کو اپنے دل میں سمالیا وہ شیریں و پاکیزہ ہوگیا اور جس نے تمہاری محبت کو قبول نہ کیا وہ پلید اور کڑوا ہوگیا، اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ خربوزہ بھی اس درخت کا ہے؛ جس نے میری محبت کے عہد کو قبول نہیں کیا ہے۔

(الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ)

محبوب خدا اور محبوب مصطفیٰ ﷺ

غزوۂ خیبر کے موقع پر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خصوصی فضیلت کو آشکار فرمایا اور آپ کے اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں مقبول ومحبوب ہونے کی بشارت عطا فرمائی، جیسا کہ صحیح بخاری شریف میں حدیث مبارک ہے:

عَنْ أَبِی حَازِمٍ قَالَ أَخْبَرَنِی سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ رضی الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ : لأُعْطِيَنَّ هَذِهِ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلاً ، يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَى يَدَيْهِ ، يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ، وَيُحِبُّهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ .قَالَ فَبَاتَ النَّاسُ يَدُوكُونَ لَيْلَتَهُمْ أَيُّهُمْ يُعْطَاهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم ، كُلُّهُمْ يَرْجُو أَنْ يُعْطَاهَا فَقَالَ :أَيْنَ عَلِيُّ بْنُ أَبِی طَالِبٍ .فَقِيلَ هُوَ يَا رَسُولَ اللَّهِ يَشْتَكِی عَيْنَيْهِ . قَالَ :فَأَرْسِلُوا إِلَيْهِ .

حضرت ابو حازم رضی اللہ عنہ سے وروایت ہے، انہوں نے فرمایا، مجھے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ غزوۂ خیبر کے موقع پر حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کل میں ایسے شخص کو جھنڈا عطا کروں گا؛ جن کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ (قلعۂ خیبر) فتح کرے گا، وہ اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے ہیں اور اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان سے محبت کرتے ہیں، صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم ساری رات اس انتظار میں تھے کہ یہ سعادت کس کو ملے گی؟ جب صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم نے صبح کی تو ان میں سے ہر ایک بارگاہ نبوی میں اس امید کے ساتھ حاضر ہوئے کہ جھنڈا انہیں عطا ہو، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: علی (رضی اللہ عنہ) کہاں ہیں، تو عرض کیا کہ آپ کو آشوب چشم لاحق ہے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو بلانے کا حکم فرمایا!

فَـأُتِـيَ بِـهِ فَبَصَقَ رَسُولُ اللَّهِ صَـلَّـى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عَيْـنَيْهِ ، وَدَعَا لَهُ ، فَبَرَأَ حَتَّى كَـأَنْ لَـمْ يَـكُـنْ بِـهِ وَجَعٌ ، فَأَعْطَاهُ الرَّايَةَ .	جب آپ کو لایا گیا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی چشمان مبارک میں اپنا مبارک لعاب دہن ڈالا اور دعا فرمائی تو آپ ایسے صحت یاب ہوگئے جیسا کہ آپ کو درد ہی نہ تھا، اورآقا نے آپ کو پرچم اسلام عطا فرمایا۔

(صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب مناقب علی بن ابی طالب، حدیث نمبر: 3701)

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر خیبر فتح کردیا۔

شجاعت وبہادری

فاتح خیبر، حیدر کرار، صاحب ذو الفقار، شیر یزداں، شان مرداں ابو الحسن سیدنا علی مرتضی رضی اللہ تعالی عنہ کو اللہ تعالی نے شجاعت و بہادری کے عظیم جوہر سے مزین فرمایا، میدان کارزار میں آپ کی سبقت وپیش قدمی بہادر مرد وجوان افراد کے لئے ایک نمونہ تھی، غزوۂ خیبر کے موقع پر آپ کی شجاعت و بہادری سے متعلق امام ابن عساکر کے حوالہ سے روایت مذکور ہے:

وقـال جـابـر بن عبد الله حـمـل عـلـى البـاب علی ظهـره يوم خيبر حتى صعد الـمسـلـمون عليه فتحوها وإنهم جروه بعد ذلک فلم يـحـمـله إلا أربعون رجلا. أخرجه ابن عساكر.	سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہما نے فرمایا: حضرت علی مرتضی رضی اللہ تعالی عنہ نے خیبر کے دن (قلعہ کے) دروازہ کو اپنی پشت پر اٹھالیا، یہاں تک کہ اہل اسلام نے اس پر چڑھائی کی اور اسے فتح کرلیا، اوراس کے بعد لوگوں نے اس دروازہ کو کھینچا تو وہ (اپنی جگہ سے) نہ ہٹا، یہاں تک کہ چالیس (40) افراد نے اسے اٹھایا۔

(تاریخ الخلفاء، علی بن أبی طالب رضی اللہ عنہ)

حضرت مولائے کائنات، جامع کمالات

برادران اسلام! حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کی بلند و بالا ہستی اور آپ کے فضائل ومناقب کے کیا کہنے! جبکہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے کمالات کو بڑی جامعیت کے ساتھ ارشاد فرمایا، چنانچہ اس سلسلہ میں امام ابونعیم اصبہانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے روایت نقل کی ہے:

عن أبي الحمراء مولى رسول الله صلى الله عليه وسلم قال :كنا حول النبي صلى الله عليه وسلم فطلع علي بن أبي طالب رضي الله عنه ، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم :من سره أن ينظر إلى آدم في علمه ، وإلى نوح في فهمه ، وإلى إبراهيم في خلقه ، فلينظر إلى علي بن أبي طالب .

حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے غلام سیدنا ابوحمراء رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، آپ نے فرمایا کہ ہم حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر تھے کہ حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ رونق افروز ہوئے، تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص کو یہ بات خوش کرے کہ وہ حضرت آدم علیہ السلام کو ان کی علمی شان کے ساتھ دیکھے، حضرت نوح علیہ السلام کو ان کی فہم ودانشمندی کی شان کے ساتھ دیکھے، اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ان کے پاکیزہ اخلاق کی شان کے ساتھ دیکھے تو وہ علی بن ابوطالب (رضی اللہ تعالی عنہ) کو دیکھ لے!۔

(فضائل الخلفاء الراشدین لأبي نعیم الأصبهاني، ج1 ص75)

دنیا ہی میں جنت کی بشارت

برادران اسلام! سیدنا علی مرتضی رضی اللہ تعالی عنہ کو جن خصائص وکمالات سے

اللہ تعالی نے ممتاز فرمایا ہے ان میں یہ بھی ہے کہ آپ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے چوتھے خلیفہ ہیں، آپ کو عشرۂ مبشرہ میں ہونے کا بھی اعزاز حاصل ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنی زبان حق ترجمان سے یہ ضمانت عطا فرمائی:

وَعَلِيٌّ فِي الْجَنَّةِ . اور علی (رضی اللہ تعالی عنہ) جنت میں ہیں۔

(سنن ابن ماجہ، المقدمۃ، باب فضائل العشرۃ رضی اللہ عنہم . حدیث نمبر:138)

حضرت مولائے کائنات کی شان میں آٹھ سو(800) آیات وارد

صحابۂ کرام میں سیدنا علی مرتضی رضی اللہ عنہ کی یہ ایک امتیازی شان ہے کہ آپ کی شان میں سینکڑوں آیات مبارکہ نازل ہوئیں' جیسا کہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے امام ابن عساکر کے حوالہ سے ایک روایت نقل کی ہے :

وأخرج ابن عساكر عن ابن عباس قال : نزلت في علي ثمانمائة آية . امام ابن عساکر نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی، آپ نے فرمایا کہ حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کی شان میں آٹھ سو(800) آیات مبارکہ نازل ہوئی ہیں۔

(تاریخ الخلفاء، علی بن أبی طالب رضی اللہ عنہ، ج1، ص70)

حضرت مولائے کائنات اور قرآن کریم ہمیشہ ساتھ رہیں گے

برادران اسلام! سیدنا مولائے کائنات رضی اللہ تعالی عنہ کی شان میں نہ صرف آٹھ سو(800) آیات نازل ہوئی ہیں بلکہ آپ کے حق میں صاحب قرآن سید الانس والجان صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یہ مژدۂ جاں فزا سنایا کہ علی (رضی اللہ عنہ) قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن علی (رضی اللہ تعالی عنہ) کے ساتھ ہے، جیسا کہ مستدرک علی الصحیحین، معجم اوسط طبرانی اور معجم صغیر طبرانی وغیرہ میں روایت ہے:

عن أم سلمة ، قالت :	ام المؤمنین سیدتنا ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے
سمعت رسول الله	روایت ہے،آپ نے فرمایا کہ میں نے حضرت
صلى الله عليه وسلم	رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کوارشادفرماتے ہوئے
يقول :على مع القرآن	سنا کہ علی(رضی اللہ عنہ)قرآن کے ساتھ ہیں اور
والقرآن مع على لن	قرآن علی (رضی اللہ تعالی عنہ)کے ساتھ ہے،وہ
يتفرقا حتى يردا على	دونوں ہرگز جدانہیں ہوسکتے یہاں تک کہ حوض کوثر پر
الحوض	وہ دونوں میرے پاس ساتھ ساتھ آئیں گے۔

(المستدرک علی الصحیحین للحاکم ، کتاب معرفۃ الصحابۃ رضی اللہ عنہم حدیث نمبر : 4604۔ المعجم الأوسط للطبرانی، باب العین، من اسمہ : عباد، حدیث نمبر:5037۔ المعجم الصغیر للطبرانی، باب العین، من اسمہ : عباد، حدیث نمبر:721)

حضرت مولائے کائنات قرآن کریم جمع کرنے والوں میں شامل

حضرات!حضورا کرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اسی فرمان عالی شان کی برکت تھی کہ سیدنا علی مرتضی رضی اللہ تعالی عنہ کا شماران صحابۂ کرام میں ہوتا ہے؛جنہوں نے قرآن کریم کوجمع کیا اورحضورا کرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا،جیسا کہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے تاریخ الخلفاء میں لکھا ہے:وعلى رضى الله عنه.... أحد من جمع القرآن وعرضه على رسول الله صلى الله عليه وسلم . (تاریخ الخلفاء،علی بن أبی طالب رضی اللہ عنہ،ج1،ص68)

حضرت مولائے کائنات کی فیاضی بارگاہ الہی میں مقبول

حضرات! ابھی خطبہ میں جس آیت کریمہ کی تلاوت کا شرف حاصل کیا گیا اس میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

الَّـذِيـنَ يُـنـفِـقُـونَ أَمـوَالَهُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَعَلانِيَةً فَـلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ وَلَا خَـوْفٌ عَـلَيْهِـمْ وَلَا هُـمْ يَحْزَنُوْنَ .	جو لوگ اپنا مال (اللہ کی راہ میں) رات اور دن، پوشیدہ اور ظاہری طور پر خرچ کرتے ہیں تو ان کا ثواب ان کے رب کے پاس ہے اور ان کو (قیامت کے دن) نہ کسی طرح کا خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

(سورۃ البقرۃ۔274)

اس آیت کریمہ میں عمومی طور پر اللہ کے ان پاکباز بندوں کا تذکرہ ہے جو رضاء الٰہی کی خاطر دن ورات اپنا مال خرچ کرتے ہیں، لیکن مفسرین کرام نے یہ صراحت کی ہے کہ یہ آیت کریمہ بطور خاص سیدنا علی مرتضی رضی اللہ تعالی عنہ کی شان میں وارد ہوئی ہے، جیسا کہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے تفسیر درمنثور میں روایت نقل کی ہے:

عن ابن عباس في قوله (الـذين ينفقون أموالهم بالليل والنهار سراً وعلانية) قال : نـزلـت في علي بن أبي طـالب ، كـانت لـه أربعة دراهم فأنفق بالليل درهماً ، وبالنهار درهماً ، وسراً درهماً ، وعلانية درهماً .	سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے آیت کریمہ "الَّـذِيـنَ يُـنـفِـقُـونَ أَمْوَالَهُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا .. " سے متعلق روایت ہے، آپ نے فرمایا کہ یہ آیت کریمہ حضرت علی مرتضی رضی اللہ تعالی عنہ کی شان میں نازل ہوئی، آپ کے پاس چار درہم تھے، آپ نے ایک درہم رات میں خرچ کیا اور ایک دن میں، ایک پوشیدہ طور پر خرچ کیا اور ایک علانیہ طور پر۔

(الدرالمنثور فی التفسیر الماثور، سورۃ البقرۃ۔274)

آپ کے اس طرح خرچ کرنے کی ادا اللہ تعالی کو اتنی پسند آئی کہ اللہ تعالی نے

آپ کی عظمت کے اظہار اور اپنے دربار میں آپ کی مقبولیت کو آشکار کرنے کے لئے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

حضرت سیدنا علی مرتضی رضی اللہ تعالی عنہ نے رضاء الٰہی کی خاطر نہ صرف اپنا مال قربان کیا بلکہ اپنے گھر اور وطن کو قربان کیا،شریعت کے تحفظ کی خاطر اپنے آپ کو قربان کیااور دین کی سر بلندی کے لئے اپنے شہزادوں کو قربان کیا۔

جنت حضرت مولائے کائنات کی آمد کی آرزومند

حضرات !اللہ تعالٰی نے جن وانس کواپنی اطاعت و بندگی اور معرفت وعبادت کے لئے پیدا کیا ہےاور جو بندگان خدا دنیا میں اخلاص وللّٰہیت کے ساتھ اس کی عبادت کرتے ہیں ان کے لئے یہ بشارت عنایت فرمائی:

وَتِلْکَ الْجَنَّةُ الَّتِیْ اُورِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ.
یہ وہ جنت ہے جس کے تم وارث بنائے گئے ہو اُس عمل کے صلہ میں جو تم کیا کرتے تھے۔

(سورۃ الزخرف۔72)

چونکہ جنت کو مومنین کے لئے عبادت کا صلہ قرار دیا گیا؛ جہاں ابدی چین وقرار ہے،اسی لئے ہر کوئی جنت کا مشتاق اور اس کا طالب ہوتا ہے،لیکن کچھ مقربان بارگاہ خدا ترس بندے ایسے ہوتے ہیں؛ جن کے لئے جنت مشتاق رہتی ہے،انہی نفوس قدسیہ میں مولائے کائنات،فاتح خیبر،ابوتراب،باب العلم،ابوالحسن سیدنا علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ سر فہرست ہیں؛ جن کی بابت حضور اکرم رحمت عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا:حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:

إِنَّ الْـجَنَّةَ لَتَشْتَاقُ إِلَى ثَلاثَةٍ عَـلِـيٍّ وَعَـمَّـارٍ وَسَلْمَانَ . یقیناً جنت تین افراد کی مشتاق ہے (1) (حضرت) علی (رضی اللہ عنہ) (2) (حضرت) عمار (رضی اللہ عنہ) (3) (حضرت) سلمان (رضی اللہ عنہ)

(جامع الترمذی، ابواب المناقب، باب مناقب سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ. حدیث نمبر 4166)

دور خلافت

جب بلوائیوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا تو اسی وقت آپ نے اسلامی خلافت کی باگ ڈور سنبھال لی، جیسا کہ روایت ہے:

استخلف یوم قتل عثمان وھو یوم الجمعة لثمانی عشرة خلت من ذی الحجة سنة خمس وثلاثین . حضرت علی مرتضی رضی اللہ تعالی عنہ سنہ پینتیس (35) ہجری، 18 ذوالحجہ، بروز جمعہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے۔ (الاکمال فی اسماء الرجال، حرف العین، فصل فی الصحابۃ)

آپ کے عہد زریں کی مدت سے متعلق "الاکمال" میں ہے: **وکانت خلافته اربع سنین وتسعة اشھر وایاما.**

آپ کی خلافت جملہ چار (4) سال، نو (9) مہینے اور چند دن رہی۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، حرف العین، فصل فی الصحابۃ)

مدینہ منورہ کی عظمت وتقدس کو ملحوظ رکھتے ہوئے کوفہ کو حضرت علی مرتضی رضی اللہ تعالی عنہ نے دار الخلافہ بنالیا، اور آپ نے دینی لبادہ اوڑھے ہوئے دشمنان اسلام بے ادب وگستاخ فرقہ خوارج کا مقابلہ کیا اور مقام نہاوند میں انہیں تہ تیغ کیا، اور آپ نے اس موقع پر مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر صادق بیان فرمائی کہ آپ نے ارشاد فرمایا تھا: دس (10) اہل اسلام شہید ہوں گے اور دشمن سارے مارے جائیں گے، صرف دس (10) لوگ بچیں گے۔

شہادت کی بشارت

برادران اسلام! حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے آپ کو پہلے ہی سے خلافت وشہادت کی بشارت عطا فرمائی تھی، چنانچہ امام ابونعیم اصبہانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے روایت نقل کی ہے:

عن جابر بن سمرة ، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لعلي : إنك مؤمر مستخلف وإنك مقتول .	سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا، حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے ارشاد فرمایا: بیشک تم والی اور خلیفہ مقرر کئے جانے والے ہو اور بیشک تم شہید کئے جانے والے ہو۔

(فضائل الخلفاء الراشدین لأبي نعیم الأصبهاني، ج 1 ص 347)

شہادت عظمی

حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کی شہادت سے متعلق تفصیلات بیان کرتے ہوئے صاحب اکمال رقم طراز ہیں: **ضربه عبد الرحمن بن ملجم المرادي بالكوفة صبيحة الجمعة لثماني عشرة ليلة خلت من شهر رمضان سنة اربعين ومات بعد ثلاث ليال من ضربة.**

ابن ملجم شقی نے سنہ چالیس (40) ہجری، سترہ (17) رمضان المبارک، جمعہ کی صبح آپ پر حملہ کیا اور حملہ کے تین (3) دن بعد (بیس (20) رمضان المبارک کو) آپ کی شہادت عظمی ہوئی۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، حرف العین، فصل فی الصحابۃ).

غسل مبارک

حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کے غسل مبارک اور نماز جنازہ سے متعلق تاریخ

میں اس طرح تفصیلات ملتی ہیں:

وغسلہ ابناہ الحسن والحسین وعبد اللہ بن جعفر وصلی علیہ الحسن

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے غسل مبارک دیا اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، حرف العین، فصل فی الصحابۃ)

حضرت مولائے کائنات کو یہ خصوصیت بھی حاصل ہے کہ اللہ تعالی نے آپ کو شہادت کا منصبِ رفیع عطا فرمایا، ابن ملجم شقی کے حملہ کرنے کے بعد صبح صادق کے وقت آپ نے فرمایا کہ میرا چہرہ مشرق کی سمت پھیر دو! جب چہرۂ مبارک مشرق کی جانب پھیر دیا گیا تو آپ نے فرمایا: ائے صبح صادق؛ تجھے اس ذات کی قسم جس کے حکم سے تو نمودار ہوتی ہے! بروز قیامت تو گواہی دینا کہ جس وقت سے میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کی ہے؛ اس وقت سے آج تک کبھی تو نے مجھے سوتا ہوا نہ پائی، تیرے نمودار ہونے سے قبل ہی میں بیدار ہو جاتا۔

پھر سجدہ ریز ہوکر آپ نے دعا کی؛ الہی! قیامت کے دن جبکہ ہزارہا انبیاء وملائکہ، صدیقین وشہداء تیرے عرش عظیم کو دیکھ رہے ہوں گے؛ اس وقت تو گواہی دینا کہ جب سے میں نے تیرے حبیب صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر ایمان لایا؛ کبھی آپ کے کسی حکم کی خلاف ورزی نہیں کی۔ (ملخص از شہادت نامہ)

ارشادات وفرمودات ' حضرت مولائے کائنات رضی اللہ عنہ

علامہ مومن بن حسن شبلنجی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی کتاب نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سیدنا علی مرتضی رضی اللہ تعالی عنہ کے ارشادات وفرمودات نقل کئے جا رہے ہیں:

شیریں کلامی

من عذب لسانه کثر اخوانه. جس کی زبان شیریں ہو اس کے دوست واحباب زیادہ ہوتے ہیں۔

نیکی کی برکت

بالبر یستعبد الحر. نیکی اور حسن سلوک کے ذریعہ آزاد شخص کو بھی تابع کیا جا سکتا ہے۔

تقلیل کلام

اذا تم العقل نقص الکلام. جب عقل کامل ہوتی ہے تو آدمی گفتگو کم کرتا ہے۔

من طلب مالا یعنیه فاته مایعنیه. جو شخص بے فائدہ چیزوں کو طلب کرتا ہے امہ اور ضروری چیزیں اس سے چھوٹ جاتی ہیں۔

غیبت سے پرہیز

السامع للغیبة احد المغتابین. غیبت سننے والا بھی غیبت کرنے والوں میں سے ایک ہے۔

تقدیر اور تدبیر

اذا حلت المقادیر بطلت التدابیر. جب تقدیر کا فیصلہ آجاتا ہے تو تدبیر ناکام ہو جاتی ہے۔

نادان اور دانا کی پہچان

قلب الاحمق فی فیه ،ولسان العاقل فی قبله. بے وقوف کا دل اس کی زبان میں ہوتا ہے اور عقل مند کی زبان اس کے دل میں ہوتی ہے۔

عفوو درگزر

اذا قدرت علی عدوک فاجعل العفو شکر القدرة علیه. جب تم اپنے دشمن پر قابو پالو تو اس پر قابو پانے کے شکر میں عفوو درگزر کو اختیار کرو!۔

بخالت کا نقصان

البخیل یستعجل الفقر ،یعیش فی الدنیا عیشة الفقراء ویحاسب فی الاخرة حساب الاغنیاء . بخیل شخص بہت جلد تنگدست ہوجاتا ہے،وہ دنیا میں تو تنگدستوں کی طرح زندگی گزارتا ہے اور آخرت میں اس سے مالداروں کی طرح حساب لیا جائے گا۔

البخل جامع لمساوی الاخلاق. بخالت تمام اخلاقی خرابیوں کا مجمع ہے۔

علم کا فائدہ اور جہالت کا نقصان

العلم یرفع الوضیع ،والجهل یضع الرفیع. علم پستی میں رہنے والوں کو بلندی عطا کرتا ہے اور جہالت بلند آدمی کو بے وقار کر دیتی ہے۔

تواضع وخاکساری

لاتکون غنیا حتی تکون عفیفا،ولاتکون زاهدا حتی تکون متواضعا،ولاتکون متواضعا حتی تکون حلیما،ولا یسلم قلبک حتی تحب للمسلمین ما تحب لنفسک. تم اس وقت تک مالدار نہیں ہوسکتے جب تک کہ تم پاک دامن نہ ہوجاؤ،اوراس وقت تک زاہد(دنیا سے بے رغبتی کرنے والے)نہیں ہوسکتے جب تک کہ تم منکسر المزاج نہ ہوجاؤ،اورتم اس وقت تک متواضع نہیں ہوسکتے جب تک کہ تم بردبار نہ ہوجاؤ،اورتمہارا دل اس وقت تک قلب سلیم نہیں ہوسکتا جب تک کہ تم مسلمانوں کے لئے وہ چیز پسند نہ کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو۔

مصیبت کے وقت صبر کا دامن تھامنے کی تلقین

وطن نفسک علی الصبر علی ما اصابک.

جو کچھ تم پر مصیبت آئے اس پر اپنے آپ کو صبر کا عادی بنالو۔

قل عند کل شدة":لا حول ولاقوة الا بالله العلی العظیم"تکف.وقل عند کل نعمة ":الحمد لله"تزد منها.

ہر مصیبت کے وقت"لا حول ولاقوة الا بالله العلی العظیم" کہا کرو،اس کی برکت سے تم مصیبت کو روک دو گے،اور ہر نعمت وراحت کے وقت"الحمد لله" کہا کرو کہ تم نعمتوں میں اضافہ پاؤ گے۔

گوشہ نشینی وتنہائی

الوحدة راحة،والعزلة عبادة،والقناعة غنی،والاقتصاد بلغة.

تنہائی راحت ہے،گوشہ نشینی عبادت ہے،قناعت(اپنے نصیب پر راضی رہنا)تونگری ہے اور میانہ روی(درمیانی راہ اختیار کرنا)بقدرضرورت(چیزوں کو پورا کرتا)ہے۔

مردم شناسی کا طریقہ

ولا تعرف الناس الا بالاختبار،فاختبر اهلک وولدک فی غیبتک،وصدیقک فی مصیبتک،وذا القرابة عند فاقتک

لوگ امتحان وآزمائش کے ذریعہ پہچانے جاتے ہیں،تو تم اپنے گھر والوں اور اپنی اولاد کو غائبانہ میں آزماؤ!اپنے دوست کو اپنی مصیبت کے وقت آزماؤ!اور اپنے رشتہ دار کو اپنی فاقہ کشی اور تنگدستی کے وقت آزماؤ!۔

دنیا کی بے ثباتی

آپ نے ارشاد فرمایا:

الناس نیام فاذا ماتوا انتبھوا.

لوگ خواب غفلت میں ہیں، جب انہیں موت آئے گی تو بیدار ہوں گے۔

الدنیا والاخرۃ کالمشرق والمغرب،ان قربت من احدھما بعدت عن الاخر.

دنیا وآخرت مشرق ومغرب کی طرح ہے،اگر تم ان میں سے کسی ایک کے قریب ہوجاؤ گے تو دوسرے سے خود بخود دور ہوجاؤ گے۔

آپ نے ارشاد فرمایا:

الناس من جهة التمثال أكفاء ☆ أبوهم آدم ، والأم حواء .

تمام انسان جسم کے لحاظ سے برابر ہیں،ان کے والد حضرت آدم اور والدہ حضرت حوا ہیں علیہما السلام۔

فإن يكن لهم من أصلهم شرف ☆ يفاخرون به،فالطين والماء .

اگر حقیقت میں ان کے حق میں کوعزت وبزرگی ہے،جس پر وہ فخر کر سکتے ہیں تو وہ مٹی اور پانی ہے

ماالفضل إلا لأهل العلم إنهم ☆ على الهدى لمن استهدى أدلاء .

فضیلت وعظمت صرف اہل علم کے لئے ہے کیونکہ،وہ ہدایت پر ہیں اور طالبین ہدایت کے لئے رہنما ہیں

وقيمة المرء ما قد كان يحسنه ☆ والجاهلون لأهل العلم أعداء .

اورآدمی کی قدر و قیمت انہیں خوبیوں سے ہے جو اسے زینت بخشے، اور جاہل لوگ اہل علم کے دشمن ہوتے ہیں

فقم بعلم، ولاتطلب به بلا ☆ فالناس موتی،وأهل العلم أحياء .

تو تم طلب علم کے لئے کمربستہ ہوجاؤ اور اس علم کے ذریعہ کوئی دنیوی فائدہ کے طلبگار نہ بنو، کیونکہ عام انسان مردہ ہیں اور علم والے زندہ ہیں۔

برادران اسلام! حضرت مولائے کائنات کی سیرت مبارکہ، آپ کے فرامین وارشادات، عادات واطوار اور آپ کی تابناک زندگی بہترین نمونۂ عمل ہے، جس میں آپ کے چاہنے والوں اور محبین کے لئے درس حق وصداقت ہیکہ وہ غفلت سے بچیں اور آخرت کی تیاری کریں، نمازوں کا اہتمام کریں اور کتاب وسنت کے مطابق اپنی زندگی بسر کریں۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ ہمیں حبیب کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے صدقہ وطفیل حضرات اہل بیت کرام وصحابۂ عظام رضی اللہ عنہم سے بے پناہ محبت کرنے والا بنائے، حضرت مولائے کائنات رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی سے بے انتہاء عقیدت والفت رکھنے والا بنائے اور آپ کے فیوض وبرکات سے ہمیں مستفیض فرمائے اور آپ کی تعلیمات پر عمل کرنے والا بنائے۔

آمِیْن بِجَاہِ سَیِّدِنَا طٰہٰ وَیٰسٓ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی وَبَارَکَ وَسَلَّمَ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ.

شب قدر؛ عظمت وفضیلت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنْ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ علٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنْ، وَعَلٰی آلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاهِرِیْنْ، وَاَصْحَابِہِ الْاَکْرَمِیْنَ اَجْمَعِیْنْ،وَعَلٰی مَنْ اَحَبَّهُمْ وَتَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنْ .

اَمَّا بَعْدُ ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم، بِسمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمْ

إِنَّا أَنْزَلْنٰهُ فِی لَیْلَةِ الْقَدْرِ .وَمَا أَدْرَاکَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ .لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ .تَنَزَّلُ الْمَلٰئِكَةُ وَالرُّوحُ فِیهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ . سَلَامٌ هِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرْ .صَدَقَ اللهُ الْعَظِیْمْ .

برادران اسلام! ماہ رمضان رحمتوں اور برکتوں کا سرچشمہ ہے، کثرت عبادت اور پابندیٔ صلاۃ وصیام کا مہینہ ہے،اہتمام قعود وقیام میں منہمک رہنے اوردرود وسلام اورذکرواذکار میں مصروف رہنے کا مہینہ ہے، بندۂ مومن اس مہینہ میں مسلسل صدقات و خیرات کی ادائیگی ، اوامر بجالانے اورنواہی سے اجتناب کرنے میں اپنے شب وروز کو بسر کرتا ہے،غرضکہ اس مبارک مہینہ میں تمام مسلمان مجسمۂ خیر اور بھلائی کے پیکر بن جاتے ہیں۔

یقیناً یہ ماہ رمضان کا فیضان ہے کہ وہ گنہگار،معصیت شعار انسانوں کوتقوی و طہارت کاعادی بنادیتاہےاورعبادت وریاضت کاجامہ پہنا کرانہیں ہم دوش ثریا کردیتاہے۔

رمضان المبارک وہ مہینہ ہے؛جس میں امت مسلمہ کے لئے گناہوں کی بخشش کا سامان فراہم کیا گیا،ساتھ ہی ساتھ نیکیوں کی قدر و قیمت بڑھادی گئی اوراس کی برکت سے

شرح ثواب میں اضافہ کردیا گیا، اسی ماہ مبارک میں ایک ایسی مقدس رات بندوں کو عطا کی جاتی ہے جو ہزار مہینوں سے افضل و بہتر ہے، جس کا نام "لیلۃ القدر" ہے۔

شب قدر عظمت وفضیلت اور برکت والی رات ہے، یہ نزولِ قرآن کریم کی وہ مقدس شب ہے جس میں فرشتوں کا ورود ہوتا ہے اور اس شب میں رب العالمین عبادت واطاعت میں مصروف رہنے والے بندگان حق کو ہزار مہینوں کی عبادت سے بڑھ کر ثواب عطا فرماتا ہے، ارشاد باری تعالی ہے:

إِنَّا أَنْزَلْنٰهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ .وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ .لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ .تَنَزَّلُ الْمَلٰئِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ . سَلَامٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ .

بیشک ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں نازل کیا، تمہیں کیا معلوم کہ شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اس (رات) فرشتے اور روح (الامین) اپنے رب کے حکم سے ہر کام (کے انتظام) کے لئے (زمین پر) اترتے ہیں، وہ (رات سراپا امن و) سلامتی ہے، اور وہ رات صبح ہونے تک (اپنی برکتوں کے ساتھ) رہتی ہے۔

(سورۃ القدر۔1/5)

شب قدر کی وجہ تسمیہ

حضرات! اس رات کو شب قدر کیوں کہا جاتا ہے، اسے قدر والی رات کہنے کی کیا وجہ ہے؛ اس سے متعلق متعدّد وجوہ بیان کی جاتی ہیں؛ جس کی بنا اسے قدر والی رات کہا جاتا ہے۔

پہلی وجہ: قدر کے معنی عظمت و وقار کے ہیں، یہ لفظ عظمت کے معنی میں اس آیت کریمہ میں مستعمل ہے:

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ. انہوں نے اللہ کی قدر دانی اس کی عظمت کے مطابق نہ کی۔

(سورۃ الانعام۔91)

صاحب تفسیر خازن علامہ ابوالحسن علی بن محمد خازن رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں:

سمیت لیلۃ القدر لعظم قدرھا و شرفھا علی اللیالی.	اس شب کو دیگر راتوں پر اس کے تقدس وبزرگی اور عزوشرف کی وجہ "لیلۃ القدر" سے موسوم کیا گیا ہے۔

(لباب التاویل فی معانی التنزیل،سورۃ القدر۔1)

معلوم ہوا کہ یہ رات عزوشان،اور وقار وعظمت والی رات ہے،اسی لئے اس کا نام "لیلۃ القدر " رکھا گیا۔

دوسری وجہ: جس طرح وہ رات شرف وفضیلت والی ہے؛اسی طرح اس رات کیا جانے والا عمل بھی بارگاہ الہی میں مقبول اور بڑی قدر ومنزلت والا ہوتا ہے، چنانچہ اس رات نیک عمل کرکے بندۂ مومن اسے قبولیت کے دروازہ تک پہنچاتا ہے،اس بنیاد پر بھی اسے لیلۃ القدر کہا جاتا ہے۔

جیسا کہ تفسیر خازن میں ہے:

وسمیت بذلک لان العمل الصالح یکون فیھا ذا قدر عند اللہ لکونہ مقبولا.	اور اسے ''قدر''اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس شب بندہ کا نیک عمل بارگاہ الہی میں مقبولیت کے سبب بڑی قدر والا ہوجاتا ہے۔

(لباب التاویل فی معانی التنزیل،سورۃ القدر۔1)

تیسری وجہ: قدر تنگی کو کہتے ہیں،اس کے معنی تنگ ہوجانے کے بھی ہیں،کلام الہی میں لفظ''قدر'' تنگی کے معنی میں استعمال ہوا ہے،ارشاد باری ہے:

وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ فَلْيُنْفِقْ مِمَّا آتَاهُ اللَّهُ.	اور جس پر اس کا رزق تنگ کردیا گیا وہ اسی میں سے خرچ کرے جو اسے اللہ نے عطا کیا ہے۔

(سورۃ الطلاق۔7)

اس کا مطلب یہ نہیں ہوگا کہ یہ رات بندوں کے لئے تنگی کی رات ہے، دراصل اس رات عبادت گزاروں سے ملاقات کے لئے کثرت سے فرشتے نازل ہوتے ہیں، جس کی وجہ سے زمین تنگ ہوجاتی ہے، چنانچہ صاحب تفسیر خازن لکھتے ہیں:

سمیت بذلک لان الارض تضیق بالملائکة فیھا.	اس (رات) کو اس لئے شب قدر کہا جاتا ہے؛ کیوں کہ اس رات زمین فرشتوں (کی آمد کی وجہ) سے تنگ ہوجاتی ہے۔

(لباب التاویل فی معانی التنزیل،سورۃ القدر،1)

چوتھی وجہ: حضرات !اس متبرک رات کو شب قدر کہے جانے کی ایک اور وجہ حضرت محدث دکن رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اس طرح بیان فرمائی ہے:

یا ''قدر'' اس لئے کہ (1) کتاب قابل قدر، (2) رسولِ قابل قدر کی معرفت، (3) امت قابل قدر پر اتارا، اس لئے سورۂ قدر میں "لیلۃ القدر'' کالفظ تین وقت آیا ہے۔ (فضائل رمضان، ص 107)

جیسا کہ تفسیر قرطبی میں ہے: **سمیت بذلک لانه أنزل فیھا کتابا ذا قدر، علی رسول ذی قدر، علی أمة ذات قدر** (تفسیر القرطبی، سورۃ القدر۔1)

حضرات! شب قدر کی توقیر کرنا اور عظمت بجالانا اہل ایمان پر لازم ہے، ایک تو اس طرح کہ اس رات کا تقدس وعظمت قلب میں بسائے رکھیں، دوسرے اس طور پر کہ عبادات، اذکار وغیرہ ادا کرتے رہیں، اور ممنوعات اور گناہوں سے پرہیز کریں۔

شب قدر کا تقدس برقرار رکھنے والے بندے یقیناً رب قدیر کی ظاہری و باطنی نعمتوں کے حقدار بنیں گے، ان کے اعمال بارگاہ رب العزت سے شرف قبولیت حاصل

کریں گے اور قدر وعظمت والے قرار پائیں گے۔

شب قدر کا تعین

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اولین وآخرین کے تمام علوم عطا فرمائے ہیں، منجملہ ان کے رب قدیر نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو شب قدر کی تاریخ کا بھی قطعی علم عطا فرما دیا، چنانچہ زجاجۃ المصابیح میں امام مالک، امام شافعی اور امام ابوعوانہ رحمہم اللہ کے حوالہ سے روایت درج ہے:

عن عائشة قالت قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم انى رايت هذه الليلة فى رمضان فتلاحى رجلان فرفعت. رواه مالك والشافعي و ابو عوانة.	ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اس رات (یعنی شب قدر) کو رمضان میں دیکھا، لیکن جب دو آدمیوں نے آپس میں جھگڑا کیا تو (شب قدر کا تعین) اٹھالیا گیا۔

(زجاجۃ المصابیح)

شب قدر کی علامتیں

حضرات! شب قدر کی کیا علامتیں ہیں؟ ہم کیسے اندازہ لگائیں کہ ہم نے شب قدر کو پالیا ہے؟ اس سلسلہ میں ہمیں احادیث شریفہ سے روشنی ملتی ہے، امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر ''درمنثور'' میں ایک تفصیلی روایت نقل کی ہے:

وأخرج أحمد وابن جرير ومحمد بن نصر والبيهقى وابن مردويه عن عبادة بن الصامت	اور امام احمد، امام ابن جریر، امام محمد بن نصر، امام بیہقی اور امام ابن مردویہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے

أنـه سأل رسول الله صلى الله عـلـيــه و سـلـم عن ليلة القدر فقال " :في رمضان في العشر الأواخـر فـإنهـمـا في ليلة وتر فـي أحـدى وعشرين أو ثلاث وعشـريـن أوخمس وعشرين أو سبــع وعشــريـن أو تسـع وعشــريـن أو آخـر لـيـلة مـن رمــضـــان مـــن قـــامهـــا إيماناواحتسابا غفر له ما تقدم مـن ذنبه ومن أماراتها أنها ليلة بـلـجة صافية ساكنة ساجية لا حـارة ولا باردة كأن فيها قمرا ساطعا ولا يحل لنجم أن يرمى بـه تـلـك الليلة حتى الصباح ومن أماراتها أن الشمس تطلع صبيحتها لا شعاع لها مستوية كـأنهـا القمر ليلة البدر وحرم الـلـه عـلى الشيطان أن يخرج معها يومئذ

کہ انہوں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شب قدر کے بارے میں سوال کیا تو حضور پاک علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: وہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں ہوا کرتی ہے، کیوں کہ وہ طاق رات میں ہوا کرتی ہے، یا تو اکیسویں رات، یا تیئیسویں رات، یا پچیسویں رات، یا ستائیسویں رات، یا انتیسویں رات، یا رمضان المبارک کی آخری رات میں ہوتی ہے، جو شخص بحالت ایمان ثواب کے ارادہ سے اس رات قیام کرے تو اس کے گزرے ہوئے گناہ بخش دئے جاتے ہیں اور اس کی یہ علامتیں ہیں: (1) وہ رات نہایت روشن (2) خوب شفاف (3) پر سکون (4) سہانی وخاموش (5) نہ گرم اور نہ ہی سرد ہوتی ہے، گویا کہ اس رات چاند خوب روشنی بکھیر رہا ہے، (6) اور جب تک صبح نہ ہوجائے اس رات کسی ستارہ کو نہیں پھیکا جاتا (7) اور اس کی علامتوں میں یہ بھی ہے کہ اس کی صبح سورج مکمل طور پر ایسا طلوع ہوتا ہے؛ گویا کہ وہ چودھویں رات کا چاند ہے، (8) اور اللہ تعالی نے شیطان پر یہ حرام کر دیا ہے کہ اس دن وہ سورج کے ساتھ نکلے۔

(الدر المنثور فی التفسیر الماثور، سورۃ القدر۔2)

شب قدر، سمندر کا پانی شیریں ہوجاتا ہے

شب قدر کی علامتوں میں یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس رات سمندر کا پانی میٹھا ہوجاتا ہے، امام رازی نے ستائیسویں شب سمندر کا پانی میٹھا ہونے سے متعلق ایک واقعہ بیان کیا ہے:

أنه كان لعثمان بن أبی العاص غلام ، فقال :يا مولای إن البحر يعذب ماؤه ليلة من الشهر ، قال :إذا كانت تلك الليلة ، فأعلمنی فإذا هی السابعة والعشرون من رمضان.

حضرت عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا؛(اس سے)آپ نے فرمایا:(رمضان کے)مہینہ میں ایک ایسی رات ہے؛جس میں سمندر کا پانی میٹھا ہوجاتا ہے،جب وہ رات آئی تو اس نے بتایا تو وہ رمضان المبارک کی ستائیسویں رات ہی تھی۔

(مفاتیح الغیب،سورۃ القدر۔1)

اسی طرح تفسیر قرطبی میں ایک روایت ہے کہ شب قدر میں سمندر کا پانی میٹھا ہوجاتا ہے:

قال عبيد بن عمير :كنت ليلة السابع والعشرين فی البحر ، فأخذت من مائه، فوجدته عذبا سلسا .

حضرت عبید بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے:میں (رمضان المبارک کی)ستائیسویں شب سمندر میں (سفر کررہا) تھا،میں سمندر سے پانی لیا تو اسے نہایت شیریں اور لطیف ولذیذ پایا۔

(تفسیر القرطبی ،سورۃ القدر۔1)

شب قدر رمضان کے آخری عشرہ میں

حضرات! معلوم ہوا کہ شب قدر رمضان المبارک میں ہوا کرتی ہے، حضور پاک علیہ الصلوۃ والسلام نے اسے رمضان کے آخری عشرہ میں تلاش کرنے یعنی آخری دس راتوں میں عبادتوں کا خصوصی اہتمام کرنے کی تلقین فرمائی، جیسا کہ صحیح بخاری، صحیح مسلم اور جامع ترمذی میں حدیث پاک ہے:

عَنْ عَـائِشَةَ قَـالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- يُجَاوِرُ فِي الْعَشْرِ الأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ ، وَيَقُولُ تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْعَشْرِ الأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرمایا کرتے اور ارشاد فرماتے تھے: تم شب قدر کو رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں تلاش کرو!

(صحیح البخاری کتاب فضل لیلۃ القدر، باب تحری لیلۃ القدر......حدیث نمبر: 2020، صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب فضل لیلۃ القدر......، حدیث نمبر: 2833، جامع الترمذی، ابواب الصوم، باب ما جاء فی لیلۃ القدر، حدیث نمبر: 797)

ستائیسویں شب، شب قدر

برادران اسلام! حضرت رسول پاک علیہ الصلوۃ والسلام کے ارشاد سے واضح ہو رہا ہے کہ شب قدر رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں ہوا کرتی ہے۔ چونکہ حضرات صحابۂ کرام حضور پاک علیہ الصلوۃ والسلام کے منشا اور مزاج سے زیادہ واقف اور وہی آپ کی

مبارک سنتوں پر بہتر عمل کرنے والے ہیں ؛اس لئے ان سے متعلق کسی خلاف سنت عمل کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا، چنانچہ وہی صحابۂ کرام بیان فرماتے ہیں کہ شب قدر رمضان المبارک کی ستائیسویں شب کو ہوا کرتی ہے،اگر چیکہ حضور پاک علیہ الصلوۃ والسلام نے ایک موقع پر حکمتاً اس کے تعین کی صراحت نہیں فرمائی تھی،لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی مذکورہ حدیث پاک کی روایت کے بعد امام ترمذی شب قدر کے تعین سے متعلق تفصیلات بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

وَقَدْ رُوِیَ عَنْ أُبَیٍّ بْنِ كَعْبٍ أَنَّـهُ كَـانَ يَحْلِفُ أَنَّهَـا لَيْلَةُ سَبْـعٍ وَعِشْـرِيـنَ .وَيَـقُـولُ أَخْبَـرَنَـا رَسُـولُ اللَّهِ -صلى الـلـه عليه وسلم -بِعَلاَمَتِهَا فَعَدَدْنَا وَحَفِظْنَا

حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ قسم کھا کر یہ بیان فرماتے ہیں کہ وہ(شب قدر)ستائیسویں رات ہے اور یہ فرماتے کہ ہمیں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی علامتیں بیان فرمائیں تو ہم نے انہیں گِنا اور یاد کرلیا۔

سورۂ قدر کے کلمات سے استدلال

حضرات! حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے بھی ایسی ہی روایت ہے کہ شب قدر ستائیسویں رمضان کو ہوا کرتی ہے،اس سلسلہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے سورۂ قدر کے کلمات سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا کہ سورۂ قدر میں تیس(30)کلمات ہیں،ان میں ضمیر ھی(یعنی وہ رات) ستائیسواں کلمہ ہے،جس کا مرجع اور مراد ''لیلۃ القدر'' ہے،جیسا کہ صحیح بخاری شریف کی عظیم شرح فتح الباری میں ہے:

و قد روی عن عمر رضی الله عنه انها لیلة سبع وعشرین وروی عن عبد الله بن عباس مثل ذلک و استدل علیه بان سورة القدر ثلاثون کلمة و ان ھی منھا ھی الکلمة السابعة والعشرون.	حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ستائیسویں رات ہے اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح کی روایت ہے اور آپ نے اس بنیاد پر استدلال کیا کہ سورۂ قدر میں تیس (30) کلمات ہیں، اور لفظ "ھی" (یعنی وہ رات) ستائیسواں کلمہ ہے۔

(فتح الباری شرح صحیح البخاری، باب تحری لیلۃ القدر فی الوتر من العشر الا واخر۔ مفاتیح الغیب للامام الرازی، سورۃ القدر۔3)

لیلۃ القدر کے حروف سے ستائیسویں شب کی طرف اشارہ

سورۃ القدر میں لفظ لیلۃ القدر (یعنی شب قدر) تین مرتبہ استعمال ہوا اور "لیلۃ القدر" میں نو (9) حروف پائے جاتے ہیں، اور نو (9) کے عدد کو تین (3) میں ضرب دینے سے ستائیس (27) حاصل ہوتے ہیں، چنانچہ اس ستائیس (27) کے عدد سے بھی "شب قدر" ستائیسویں رات ہی ہونے کی طرف اشارہ ملتا ہے، جیسا کہ علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں:

و استنبط بعضھم ذلک فی جھة اخری فقال لیلة القدر تسعة احرف و قد اعیدت فی السورة ثلاث مرات فذلک سبع وعشرون.	اور بعض علماء نے ایک اور وجہ سے (شب قدر کے ستائیسویں شب میں ہونے پر) استدلال کیا ہے، چنانچہ منقول ہے: لیلۃ القدر میں نو (9) حروف ہیں اور اس سورہ میں لیلۃ القدر تین (3) مرتبہ آیا ہے، اس طرح وہ ستائیس (27) ہوتے ہیں۔

(فتح الباری، باب تحری لیلۃ القدر فی الوتر من العشر الا واخر۔ مفاتیح الغیب للامام الرازی، سورۃ القدر:3)

شب قدر اخیر عشرہ میں ہونے کی حکمت

حضرات! شب قدر ماہ رمضان کے اخیر عشرہ میں رکھی گئی ہے، اس کی ایک حکمت تو یہ ہے کہ جب عمل کرنے والا اپنا عمل پورا کرتا ہے تو اسے انعام واکرام سے نوازا جاتا ہے، ایسے ہی رمضان المبارک کی قدر کرنے والوں اور روزوں کا اہتمام کرنے والوں کے حق میں گویا شب قدر ایک عظیم انعام الہی ہے۔

اس کی ایک اور حکمت حضرت محدث دکن رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ عام افراد کے لئے: "پہلے اور دوسرے دہے میں روزہ وغیرہ سے ضعف ہوگا اور اخیر دہے میں ہمت پست ہوتی ہے، اس لئے ہمت بڑھانے کے لئے شب قدر مقرر ہوئی، اس میں تجلی خاص فرمایا، تاکہ ہمت بڑھے اور رمضان شریف کی تکمیل کرسکیں "۔(فضائل رمضان، ص110)

اخیر عشرہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا اہتمام

برادران اسلام! یہ مسلمہ عقیدہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم افضل الانبیاء ہیں، خالق کائنات نے آپ کو سرور کونین بنایا ہے، اس کے باوجود حضور پاک علیہ الصلوۃ والسلام ہم غلاموں کی حوصلہ مندی اور ہمت افزائی فرماتے ہوئے کثرت سے عبادتوں کا اہتمام فرماتے، دیگر دنوں کی بنسبت رمضان المبارک اور خاص طور پر اس کے آخری عشرہ میں آپ کی شان عبادت عروج پر ہوتی، جیسا کہ صحیح مسلم شریف میں

حدیث مبارک ہے:

عن عائشة رضی الله عنها قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْتَهِدُ فِي الْعَشْرِ الاَوَاخِرِ مَا لاَ يَجْتَهِدُ فِي غَيْرِهِ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم دیگر شب وروز کی بنسبت (رمضان کے) اخیر عشرہ میں عبادت کرنے میں مزید اہتمام فرماتے۔

(صحیح مسلم، کتاب الاعتکاف، باب الاجتہاد فی العشر الاواخر من شہر رمضان ۔ حدیث نمبر 2845)

حضرات! نہ صرف حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس عبادتوں کا اہتمام فرماتے، بلکہ اپنے اہل بیت کو بھی اس کی توجہ دلاتے اور شب بیداری کی تلقین فرماتے، جیسا کہ صحیح بخاری وصحیح مسلم میں حدیث مبارک ہے:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ شَدَّ مِئْزَرَهُ ، وَاَحْيَا لَيْلَهُ ، وَاَيْقَظَ اَهْلَهُ .

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رمضان المبارک کا جب آخری عشرہ شروع ہوجاتا ہے تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کمر بستہ ہوکر ہمیشہ سے زائد عبادت میں مشغول ہوجاتے ہیں اور شب بیدار رہتے (اور نوافل، ذکر الٰہی اور تلاوت قرآن فرمایا کرتے) اور اپنے گھر والوں کو (بھی ان راتوں میں) جگا دیتے (تاکہ وہ بھی شب بیدار رہ کر آخری عشرہ کی برکتیں حاصل کریں)۔

(صحیح البخاری، باب العمل فی العشر الأ واخر من رمضان ۔ حدیث نمبر 2024۔صحیح مسلم، باب الاجتہاد فی العشر الاواخر من شہر رمضان ۔ حدیث نمبر 2844)

شب قدر کی خصوصیات

اس رات کی متعدّ د خاصیتیں ہیں ،قرآن کریم کی روشنی میں اس کی چھ(6) خاصیتیں آشکار ہوتی ہیں:

(1) شب قدر کی اہمیت اور فضیلت و برکت اس امر سے واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مکمل ایک سورہ اس کی شان میں نازل فرمایا۔(2)اس رات میں نزول قرآن ہوا(3)یہ رات ہزار مہینوں سے افضل ہے(4)اس رات میں فرشتے زمین پر آتے ہیں(5)حضرت جبریل کی آمد ہوتی ہے اور(6)صبح صادق تک بندوں پر سلامتی کا نزول ہوتا ہے۔

شب قدر کی فضیلت

حضرات !اللہ تعالی نے شب قدر کے ذریعہ ہمیں ایک عظیم موقع عنایت فرمایا کہ ہم اس رات عبادت کے ذریعہ اجر وثواب کے خزانے حاصل کریں ،رب کی عنایتوں سے اپنے دامن مراد کو بھر لیں ،لیکن کوئی ایسے عظیم موقع کو بھی غفلت کی نذر کرتا ہے تو یہ اس کی محرومی کی علامت ہے ،سنن ابن ماجہ میں حدیث پاک ہے:

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ دَخَلَ رَمَضَانُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ هَذَا الشَّهْرَ قَدْ حَضَرَكُمْ	حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ نے فرمایا کہ رمضان کا مہینہ شروع ہوا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ وہ مہینہ ہے؛

وَفِيهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ اَلْفِ شَهْرٍ	جس میں ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے،
مَنْ حُرِمَهَا فَقَدْ حُرِمَ الْخَيْرَ	جو اس سے محروم رہا وہ ہر بھلائی سے محروم رہا
كُلَّهُ وَلاَ يُحْرَمُ خَيْرَهَا إِلَّا	اور اس کی خیر سے وہی محروم ہوگا جو مکمل محروم
مَحْرُومٌ.	ہے۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الصیام باب ماجاء فی فضل شھر رمضان، حدیث نمبر 1634)

پچھلے گناہ بخش دئے جاتے ہیں

برادران اسلام !شب قدر کی فضیلت میں کئی احادیث شریفہ وارد ہوئی ہیں،اس رات میں عبادت کرنے اور قیام کرنے والے کے پچھلے گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں، بشرطیکہ وہ صاحب ایمان اور اخلاص والا ہو، شب قدر میں قیام کرنے اور عبادت کرنے کی وجہ سے پچھلے گناہوں کی معافی کیلئے ایمان وعقیدہ اساسی شرط ہے، اس کے بغیر بخشش کا تصور بھی محال ہے، چنانچہ صحیح بخاری شریف میں حدیث مبارک ہے:

عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ	سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ	ہے،انہوں نے فرمایا حضرت رسول اللہ صلی
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَقُمْ	اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشادفرمایا: جوشخص
لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا	بحالت ایمان ثواب کے ارادہ سے شب قدر
وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا	میں قیام کرے تو اس کے گزرے ہوئے گناہ
تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ .	بخش دئے جاتے ہیں۔

(صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب قیام لیلۃ القدر من الایمان حدیث:35)

شب قدر میں ملائکہ کا نزول اور دعائے مغفرت

شب قدر کی ایک خصوصیت یہ بیان کی گئی ہے کہ اس رات فرشتوں کی آمد ہوتی ہے اور وہ رب العالمین کی عبادت میں مصروف بندوں کے لئے رحمت ومغفرت کی دعائیں کرتے ہیں، چنانچہ شعب الایمان، مشکوۃ المصابیح اورزجاجۃ المصابیح میں حدیث مبارک ہے:

عن انس بن مالک ، قال : قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : إذا کان لیلة القدر نزل جبریل علیه السلام فی کبکبة من الملائکة یصلون علی کل عبد قائم او قاعد یذکر الله عز وجل.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا، حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشادفرمایا: جب شب قدر ہوتی ہے تو جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کی ایک جماعت کے ہمراہ (زمین پر) اترتے ہیں اور ہر اس بندہ کے لئے دعاء مغفرت کرتے ہیں؛ جو کھڑے ہوکر یا بیٹھ کر اللہ کی یاد (اور عبادت) میں مشغول رہتا ہے۔

(شعب الایمان للبیھقی، کتاب فی لیلۃ العیدین و یومھما، حدیث نمبر 3562)

ستر ہزار فرشتوں کا نزول اور نورانی جھنڈوں کی تنصیب

سلطان الاولیاء حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ اپنی تصنیف منیف الغنیۃ لطالبی طریق الحق میں تفصیلی حدیث شریف نقل فرماتے ہیں کہ اس رات حکم الہی سے ہزاروں فرشتے زمین پر آتے ہیں، اوروہ نورانی جھنڈے خانۂ کعبہ اور روضۂ نبوی وغیرہ پر نصب

کرتے ہیں، چنانچہ مروی ہے:

وروی عن ابن عباس رضی الله عنهما انه قال: اذا کان لیلة القدر یامر الله سبحانه وتعالی جبریل علیه السلام ان ینزل الی الارض ومعه سکان سدرة المنتهی وهم سبعون الف ملک، ومعهم الویة من نور، فاذاهبطوا الی الارض رکز جبریل علیه السلام لو اء ه والملائکة الویتهم فی اربع مواطن: عند الکعبة، وعند قبر النبی صلی الله علیه وسلم، وعندمسجد بیت المقدس، وعند مسجد طورسیناء ....

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: جب شب قدر آتی ہے تو اللہ تعالیٰ حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم فرماتا ہے کہ زمین پر اتر جاؤ، آپ کے ساتھ سدرۃ المنتہی کے ساکن ستر ہزار فرشتے آتے ہیں۔ اور ان کے ساتھ نور کے جھنڈے ہوتے ہیں، جب وہ سب زمین پر آتے ہیں تو حضرت جبرئیل علیہ السلام اور دیگر فرشتے اپنے جھنڈے چار مقامات پر نصب کرتے ہیں: (1) خانۂ کعبہ کے پاس (2) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس کے پاس (3) مسجد اقصیٰ کے پاس (4) اور مسجد طور سینا کے پاس۔......

(الغنیۃ لطالبی طریق الحق، ج:2،ص:14)

شب قدر ہزار مہینوں سے افضل کیوں؟

برادران اسلام! شب قدر کی عظمت وفضیلت یہ ہے کہ اس رات کو ہزار مہینوں سے افضل قرار دیا گیا، لیکن سوال یہ ہے کہ اس رات کو اتنی عظمت کیوں دی گئی اور یہ مقدس رات امت محمدیہ کو کیوں دی گئی؟ اس بارے میں احادیث شریفہ سے مختلف وجوہ سامنے آتی ہیں۔

کتب تفاسیر میں یہ روایت منقول ہے کہ بنی اسرائیل میں ایسی عبادت گزار ہستیاں تھیں جو مسلسل ہزار مہینوں تک حق تعالیٰ کی عبادت کرتی رہیں اور اتنی طویل مدت میں انہوں نے کبھی کوئی غفلت نہ کی ، جب صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ سماعت فرمایا تو انہیں بہت خوشی ہوئی اور ساتھ ہی یہ خیال ہونے لگا کہ ہماری عمریں اتنی طویل نہیں ،تو ہم کیسے وہ ثواب پاسکیں گے جو بنی اسرائیل کی ان مبارک ہستیوں نے حاصل کیا تو اللہ رب العزت نے رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اور ان بزرگان کے تذکرہ کی برکت سے ہزار مہینوں سے زیادہ بہتر رات عطا فرمائی ۔ یہ روایت متعدد تفاسیر میں منقول ہے، چنانچہ علامہ ابن کثیر نے بھی اس حدیث پاک کو اپنی تفسیر میں درج کیا ہے:

عن علی بن عروۃ قال ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوما اربعۃ من بنی اسرائیل عبدوا اللہ ثمانین عاما لم یعصوہ طرفۃ عین فذکر ایوب،وزکریا،وحزقیل بن العجوز و یوشع بن النون قال فعجب اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ذلک فاتاہ جبریل

حضرت علی بن عروہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے،انہوں نے فرمایا،حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایک دن بنی اسرائیل کے چار(4) انبیاء کرام علیہم السلام کا تذکرہ فرمایا،جنہوں نے اسی (80)سال تک اللہ تعالی کی عبادت کی اور کبھی انہوں نے لمحہ بھر کے لئے بھی اپنے خلاف شان کوئی کام نہیں کیا،حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ایوب، حضرت زکریا،حضرت حزقیل اور حضرت یوشع علیہم السلام کا تذکرہ فرمایا۔راوی کہتے ہیں:اس بات پر صحابۂ کرام کو تعجب ہوا،تو حضرت جبریل علیہ السلام نے حاضر ہو کر عرض کیا:

فقال یا محمد عجبت امتک من عبادة هولاء النفر ثمانین سنة لم یعصو ہ طرفة عین فقد انزل الله خیرا من ذلک فقرء علیه انا انزلناه فی لیلة القدر، وماادراک ما لیلة القدر،لیلة القدر خیر من الف شهر. هذا افضل مما عجبت انت و امتک قال فسرّ بذلک رسول الله صلی الله علیه وسلم والناس معه.

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کی امت کو ان چار(4)حضرات کی عبادت پر تعجب ہوا کہ انہوں نے اسی(80)سال تک عبادت کی اور کبھی انہوں نے لمحہ بھر کے لئے بھی اپنے خلاف شان کوئی کام نہیں کیا،تو اللہ تعالیٰ نے اس سے بہتر خوشخبری بیان فرمائی، پھر حضرت جبریل نے سورۂ قدر کی تلاوت کی اس خبر سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور صحابۂ کرام مسرور ہوگئے۔

(تفسیر ابن کثیر،سورۃ القدر۔3۔الدر المنثور،سورۃ القدر۔3)

حضرات !مذکورہ روایت سے یہ بات آشکار ہورہی ہے کہ امت مرحومہ کے لئے رحمت الٰہی کے کیسے ابواب کھلتے ہیں باوجود یہ کہ اس امت کی عمریں کم ہیں اوراعمال بھی ناقص ہیں،لیکن حق تعالیٰ نے اپنے لطف وکرم اوراپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ سے ہرسال ایک ایسی رات عطا فرمائی،جس میں وہ ثواب حاصل کرنے کا موقعہ عنایت فرمایا جوپچھلے زمانہ میں اسی(80)سال کی سخت محنتوں سے پایا جاسکتا تھا۔

شب قدر میں محروم کون؟

حضرات !اس رحمت ومغفرت،عنایت وبخشش کی رات بھی چند افراد محروم رہ

جاتے ہیں، اگر وہ افراد بھی اپنے گناہوں کو ترک کریں اور صدق دل سے توبہ کریں تو اللہ تعالی کی رحمت ان کے بھی شامل حال ہوگی۔

امام بیہقی کی شعب الایمان میں حدیث شریف ہے:

عن عبد الله بن عباس ، أنه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول : ....وإذا كانت ليلة القدر يأمر الله عز وجل جبريل عليه السلام ، فيهبط في كبكبة من الملائكة إلى الأرض ومعهم لواء أخضر ، فيركز اللواء على ظهر الكعبة ، وله مائة جناح منها جناحان لا ينشرهما إلا في تلك الليلة ، فينشرهما في تلك الليلة فيجاوز المشرق إلى المغرب ، فيبث جبريل عليه السلام الملائكة في هذه الليلة فيسلمون على كل قائم ،	سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ....جب شب قدر آتی ہے تو اللہ تعالی جبریل امین کو حکم فرماتا ہے، تو وہ فرشتوں کی ایک عظیم جماعت کے ہمراہ زمین پر اترتے ہیں، ان کے ساتھ سبز جھنڈا ہوتا ہے جسے خانہ کعبہ پر نصب کیا جاتا ہے۔ جبریل امین (علیہ السلام) کو خصوصی شان والے ایک سو (100) پر ہیں، جن میں دو پر ایسے ہیں جنہیں وہ شب قدر کے علاوہ کبھی نہیں کھولتے، جب (حضرت) جبریل اس رات اپنے پروں کو کھولتے ہیں تو مشرق و مغرب ڈھنک جاتے ہیں۔ پھر (حضرت) جبریل ملائکہ کو ہر طرف پھیل جانے کو کہتے ہیں، کھڑے ہوکر

وقاعد ، ومصل وذاكر يصافحونهم ، ويؤمنون على دعائهم حتى يطلع الفجر ، فإذا طلع الفجر ينادى جبريل معاشر الملائكة الرحيل الرحيل ، فيقولون يا جبريل ، فما صنع الله فى حوائج المؤمنين من أمة محمد صلى الله عليه وسلم ؟ فيقول جبريل : نظر الله إليهم فى هذه الليلة فعفا عنهم ، وغفر لهم إلا أربعة ، فقلنا : يا رسول الله من هم ؟ قال : رجل مدمن خمر، وعاق لوالديه ، وقاطع رحم ، ومشاحن .

یا بیٹھ کر عبادت کرنے والے، نماز پڑھنے والے اور ذکر الٰہی میں مشغول رہنے والوں کو وہ فرشتے سلام کرتے ہیں اور ان سے مصافحہ کرتے ہیں، ان کی دعاؤں پر آمین کہتے رہتے ہیں یہاں تک کہ فجر طلوع ہوجاتی ہے۔ جیسے ہی فجر طلوع ہوتی ہے (حضرت) جبریل ندا دیتے ہیں: اے فرشتو! واپس چلو! واپس چلو! ملائکہ کہتے ہیں: اے جبریل ! امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کے مؤمنین کی ضروریات وحوائج سے متعلق اللہ تعالی نے کیا فیصلہ کیا ہے؟ (حضرت) جبریل، فرماتے ہیں: اس رات اللہ تعالی نے ان کی جانب نظر رحمت اور توجہ خاص فرمائی، انہیں درگزر فرمادیا اور انہیں؛ سوائے چار (4) افرا د کے! حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم !وہ چار (4) افراد کون ہیں؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا (1) شراب کا عادی (2) والدین کا نافرمان (3) رشتوں کو توڑنے والا اور (4) کینہ پرور۔

(شعب الایمان للبیھقی ،حدیث نمبر:3540)

شب قدر کے معمولات

برادران اسلام! اس مقدس رات کی فضیلت و برکت جاننے کے بعد غفلت میں پڑے رہنا مؤمنین کا شیوہ نہیں، چنانچہ بندۂ مومن کو چاہئے کہ وہ نعمت الٰہی پر شکر ادا کرنے کی خاطر غسل کرے، عبادات واذکار کا اہتمام کرے، خدائے تعالی کو راضی کرنے اور اس کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ شب قدر کے معمولات سے متعلق ایک روایت میں آتا ہے:

قال زر هی لیلة سبع وعشرین فمن ادرکها فلیغتسل و لیفطر علی لبن .	حضرت زربن حبیش رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے فرمایا: شب قدر ستائیسویں شب ہے، تو جوکوئی اسے پائے تو چاہئے کہ وہ غسل کرے اور دودھ سے افطار کرے۔

(مصنف عبدالرزاق، باب لیلۃ القدر، حدیث نمبر: 7701)

شب قدر میں کی جانے والی دعا

شب قدر کے معمولات میں یہ بھی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رات پڑھنے کے لئے خصوصی دعا تعلیم فرمائی کہ اس رات یہ دعا کرے: " اللَّهُمَّ إِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّی ".

جامع ترمذی شریف میں حدیث مبارک ہے:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ	ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا:

يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اِنْ	یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ والہ وسلم : اگر مجھے
عَلِمْتُ اَىُّ لَيْلَةٍ لَيْلَةُ	شب قدر مل جائے تو اس میں کیا دعا پڑھوں؟
الْقَدْرِ مَا اَقُولُ فِيهَا ؟	توحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشادفرمایا: یہ
قَالَ : قُولِى ! " اللّٰهُمَّ	دعا کرو!اے اللہ! تو بہت معاف فرمانے
اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ	والا ہے، اور معافی کو پسند کرتا ہے، پس تو مجھے
فَاعْفُ عَنِّى "	معاف فرما۔

(جامع الترمذی، ابواب الدعوات، باب ای الدعاء افضل، حدیث نمبر:3855)

اللہ سبحانہ وتعالی سے دعا ہے کہ قرآن اور صاحب قرآن صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے صدقہ میں ہمارے گناہوں کو معاف فرمائے،ہمیں مغفرت ونجات کا پروانہ عطا فرمائے اور ہمیں عبادت واطاعت کے ذریعہ شب قدر کی قدر کرنے والا اوراس کی رحمتوں اور برکتوں کوحاصل کرنے والا بنائے۔

آمِين بِجَاهِ سَيِّدِنَا طٰهٰ وَيٰسٓ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى وَبَارَكَ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.